ایثار نامہ

پروفیسر ڈاکٹر
علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی
(ستارۂ امتیاز)

ایثار نامہ

یکے از تصنیفات

پروفیسر ڈاکٹر
علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی
(ستارۂ امتیاز)

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

دانشگاہِ خانۂ حکمت پاکستان
INSTITUTE FOR SPIRITUAL WISDOM (I.S.W.) U.S.A.
www.monoreality.org

ISW
LS
Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ISBN 190344037-8

Published by:
International Book House Gilgit

7th April 1994

My dear spiritual child,

I have received your letter of 20th March, and I am very sad to learn about the passing away of your wife Aisha Begum.

I give my most affectionate paternal maternal loving blessings for the soul of the late Aisha Begum, and I pray that her soul may rest in eternal peace.

I send you and all the members of your family my most affectionate loving blessings for courage and fortitude to face this great loss. *Certainly Aisha Begum's support to you during her lifetime must have been remarkable.*

Yours affectionately,

Aga Khan.

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

Allamah Nasir al-Din Nasir Hunzai,
C/o Council for Pakistan,
Karachi.

sm

بزرگوار علّامہ نصیر الدّین نصیر ہونزائی کے فرزندِ عزیز ایثار علی (مرحوم) کی ایک
یادگار تصویر

(دائیں سے بائیں) فدا بی بی بنتِ علّامہ نصیرالدّین نصیر ہونزائی، ایثار علی (مرحوم) ابنِ علّامہ نصیرالدّین نصیر ہونزائی،
عائشہ بیگم (مرحومہ) زوجۂ علّامہ نصیرالدّین نصیر ہونزائی، اور بزرگوار علّامہ نصیرالدّین نصیر ہونزائی

فہرستِ مضامین و جوابی خطوط

نمبر شمار	مضمون یا سرنامۂ خط	صفحہ نمبر
۱	انتسابِ جدیدی	۱
۲	انتسابِ کتابِ ہٰذا	۲
۳	حقوق کیا کیا ہیں	۴
۴	دیباچہ	۵
۵	آیئے ہاتھ اٹھائیں ہم بھی	۱۲
۶	ہماری اُمّہات کے خاندانوں کا تذکرہ	۱۴
۷	حضرتِ قائم (ع۔س) کے عظیم انعامات	۱۵
۸	شبِ قدر اور ایک وفات	۱۶
۹	فدائے مُلک کے یاسمین ۔ می اُوشمکُڈ	۲۲
۱۰	این سعادت بزورِ بازو نیست	۲۳
۱۱	سُخنہائے گفتنی	۲۹
۱۲	جماعتِ حیدرآباد و مرتضیٰ آباد	۳۴
۱۳	جناب مِلک جی پشاور	۳۵
۱۴	جناب شاہ زمان ڈور کھنڈ	۳۷
۱۵	جناب ماسٹر سلطان علی غُلکِن	۳۹

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۱۶	اس حادثہ کے جُملہ مصیبت زدہ خاندانوں کی خدمت میں	۴۰
۱۷	جنابِ عزیز محمد خان راولپنڈی	۴۱
۱۸	جناب الواعظ نظر شاہ گلمت	۴۲
۱۹	جناب امیر گل و جناب امیر احمد مِسگار	۴۳
۲۰	جناب موکھی غلام قادر حیدر آباد	۴۴
۲۱	جناب موکھی علی رہبر مرتضیٰ آباد بالا	۴۵
۲۲	جناب ولایت شاہ و جناب نیت شاہ مرتضیٰ آباد پائین	۴۶
۲۳	جناب مجیب۔ التت۔ ہونزا	۴۷
۲۴	عزیزانِ مرتضیٰ آباد پائین	۴۹
۲۵	مقامی کونسل حیدر آباد	۵۰
۲۶	جماعتِ خِروکُشَل حیدر آباد	۵۱
۲۷	جماعتِ بَربَر حیدر آباد	۵۲
۲۸	شاہین والینٹیرز حیدر آباد	۵۳
۲۹	جناب عباد اللہ بیگ	۵۴
۳۰	جناب میر جہان شاہ	۵۵
۳۱	شناکی ملٹی پرپز کراچی	۵۶
۳۲	مرکزی جماعتِ حیدر آباد	۵۷
۳۳	لیڈی والینٹیرز حیدر آباد	۵۸
۳۴	مقامی کونسل علی آباد	۵۹
۳۵	جناب درویش علی حیدر آباد	۶۰

۳۶	جناب صحت علی۔ کراچی	۶۱
۳۷	جناب کامڑیا محمد ایوب مِسگار	۶۲
۳۸	جناب غلام محمد خان مِسگار	۶۳
۳۹	مقامی کونسل گلمت	۶۴
۴۰	جناب ماسٹر علی پناہ گلمت	۶۵
۴۱	جناب دولت شاہ بَر بَر حیدر آباد	۶۶
۴۲	جناب کامڑیا دولت علی بلتِت	۶۷
۴۳	جناب ولایت علی ۔ کراچی	۶۸
۴۴	جناب وزیر امیر علی کریم۔ کراچی	۶۹
۴۵	جناب محمد دارا بیگ بلتِت	۷۰
۴۶	جناب ایکس حوالدار شاہ زرّین بلتِت	۷۲
۴۷	جناب نائب صوبیدار صاحب نظر	۷۵
۴۸	جماعتِ خیر آباد (رَمنجی)	۷۶
۴۹	جناب غلام محمد	۷۷
۵۰	جناب ضیاء اللہ بیگ	۷۹
۵۱	مقامی کونسل سکردو	۸۱
۵۲	جناب ضعیف اللہ بیگ سکردو	۸۲
۵۳	جناب غلام محمد خان و جناب محمد رضا بیگ مِسگار	۸۳
۵۴	جناب مجیب اللہ بیگ کراچی	۸۴
۵۵	جناب صدر اسماعیلیہ ایسوسی ایشن کراچی	۸۵

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۵۶	جناب برکت علی ۔ این ۔ بھامانی کراچی	۸۶
۵۷	جناب علی مدد سارجنٹ	۸۷
۵۸	جناب پروفیسر فقیر محمد کراچی	۸۸
۵۹	جناب جوہر علی حیدر آباد	۹۰
۶۰	جناب پلشیر بیگ	۹۱
۶۱	جناب سلطان پناہ اشکومن	۹۲
۶۲	جناب محمد شفیع چیلاس	۹۴
۶۳	جناب ماسٹر غلام حیدر مِسگار	۹۵
۶۴	جناب کیپٹن میر باز حیدر آباد	۹۶
۶۵	جناب میجر شاہ مکین نومل	۹۷
۶۶	جناب شہزادہ غازی جوہر خان	۹۸
۶۷	جناب محمد شفیع	۹۹
۶۸	اسماعیلیہ ہونزا کواپریٹو سوسائٹی کراچی	۱۰۰
۶۹	جناب حسام الدّین	۱۰۱
۷۰	جماعتِ حُسین آباد	۱۰۲
۷۱	جناب الواعظ غلام الدّین التِت	۱۰۳
۷۲	جناب غلام الدّین گلمت	۱۰۴
۷۳	جناب حمید اللہ بیگ سکردو	۱۰۵
۷۴	جناب محبوب علی کریم آباد ۔ کراچی	۱۰۶
۷۵	جناب امیر آف ہونزا	۱۰۷

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

۷۶	جناب امام یار بیگ لاہور	۱۰۸
۷۷	جناب الواعظ عزیز علی فدائی لائل پور پنجاب	۱۰۹
۷۸	جناب میجر مستی بیگ	۱۱۰
۷۹	جناب افتخار حُسین بلتِت	۱۱۱
۸۰	جناب موکھی عصمت اللہ چپورسان	۱۱۲
۸۱	جناب دولت شاہ خرو کُشَل حیدرآباد	۱۱۳
۸۲	جناب صوبیدار میجر عبدالحکیم سکردو	۱۱۴
۸۳	جناب رحمت اللہ بیگ بلتِت۔ ہونزا	۱۱۵
۸۴	جناب غلام حیدر مِسگار	۱۱۶
۸۵	جناب جوہر بیگ۔ راولپنڈی	۱۱۷
۸۶	جناب امان اللہ خان۔ لاہور	۱۱۸
۸۷	جناب غلام محمد و جناب محمد علی سکردو	۱۱۹
۸۸	جناب صوبیدار یوسف علی	۱۲۰
۸۹	مقامی کونسل گلگت مرکز	۱۲۱
۹۰	ترجمانیٔ زبانِ حال: مجیب الدّین (مرحوم=بہشتی)(نظم)	۱۲۳
۹۱	پیغامِ روحانی بزبانِ حال (مِن جانبِ غزالہ مرحومہ)(نظم)	۱۲۵
۹۲	قانونِ بہشت (ایک بہشتی کی زبانِ حال سے)(نظم)	۱۲۷
۹۳	انڈیکس	۱۲۸

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

انتسابِ جدیدی

خانۂ حکمت کی یہ روز افزون ترقّی عَلِیُّ اللّٰہ، خداوندِ قیامت کے بے پایان احسانات ونوازشات اور اسی کی توفیقات سے ہمارے تمام عزیزان کی درویشانہ دعاؤں کی وجہ سے ہے، ہمارے ادارے کی بے مثال ترقّی اور لازوال نیکنامی ہوئی ہے، اگرچہ ہمارے پاس شائع شدہ کتابوں کا کوئی باقاعدہ ریکارڈ تو نہیں ہے، لیکن اندازہ ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں پھیلائی گئی ہیں، ہماری علمی بیٹی کریمہ ناتھانی بھی اسی سردار خدمت میں، یعنی علمی خدمات میں شامل ہیں، یاعَلِیُّ اللّٰہ! تمام قائم شناس علمی خدمت والوں کو بہشت میں حدودِ دین اور سلاطین بنانا! ان کو فنافی القائم کر کے بہشت کے عظیم خلفاء اور فرشتے بنانا! آمین!

نصیرالدّین نصیر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

بدھ ۲۹ رستمبر ۲۰۰۴ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

انتسابِ کتابِ ہٰذا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

سورۃُ الملک (٦٧) کے آغاز میں ارشاد ہے: تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُ ۙ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلاً ؕ۔

تاویلی مفہوم: حظیرۂ قدس کے معجزات کے دوران حضرتِ قائم کے دستِ مبارک میں گوہرِ عقل ہوتا ہے، یہ بہشت میں سلطنت عطا کرنے کا اشارہ ہے، وہ بے پایان برکات کا مالک ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا اور موت کی تمام قسموں میں ایک سردار موت ہے، وہ مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا ہے تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے علم و عمل میں سب سے اچھا کون ہے؟ یہ ساری تعریف حضرتِ قائم (علیؑ اللہ) کی ہے۔

میرے بہت ہی عزیز پسر زادے امین الدّین ابنِ ایثار علی نے یہ مشورہ دیا کہ کتابِ ہٰذا کے ایڈیشن میں عائشہ بیگم (مرحومہ) کے حق میں دعاؤں کے ساتھ انتساب ہونا چاہئے، پس تمام اوّلین و آخرین کی دعاؤں کی سردار اور پادشاہ حاضر امام (روحی فداہٗ) کی دعا ہے، ملاحظہ ہو، کتابِ علمی بہار، ص ۴۔ محترمہ عائشہ بیگم (مرحومہ) کا آبائی نسب اس طرح ہے: عائشہ بیگم بنتِ اسد اللہ بیگ (عرف بلبل) ابنِ محمد رضا بیگ (فراج) ابنِ وزیر اسد اللہ بیگ، ابنِ وزیر پونو۔ اور مادری شجرہ یہ ہے: عائشہ بیگم بنتِ تائفہ بانو، بنتِ ترنگفہ سلطان محمود، ابنِ غلامو، ابنِ سلطان بیگ، ابنِ خوش بیگ، ابنِ

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

جنوری۔

عائشہ بیگم کا آبائی شجرۂ نسب ص ٦٦ پر ہے، از کتابِ تاریخِ عہدِ عتیقِ ریاستِ ہونزا از حاجی قدرت اللہ بیگ۔

نصیرالدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

جمعہ ۲۸ مئی ۲۰۰۴ء

حقوق کیا کیا ہیں

حقوق دو قسم کے ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد، جو حقوق بندوں کے ہیں ان میں ایک حق یہ بھی ہے کہ ہم اپنے آباء و اجداد کیلئے دعا کریں، کیونکہ اگر ہم ان کی ذرّیّت ہیں تو وہ ہماری روح کے ذرّات تھے۔ (۴۱:۳۶)

پس میں اپنے تمام آباء واجداد، اُمّہات اور حجاہی غریب کے لئے انتہائی عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ پروردگار ان سب کو غریقِ رحمت کردے! حجاہی غریب کو خاص طور سے اسلئے یاد کیا گیا کہ اس نے اپنے خاندان کا نام روشن کردیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

دیباچہ

زیرِ نظر کتاب حضرتِ علّامہ نصیر الدّین نصیؔر ہونزائی صاحب کے ان پُر حکمت خطوط کا مجموعہ ہے، جو ان کے فرزندِ دلبند جناب ایثار علی مرحوم کے سانحۂ ارتحال کے موقع پر زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلّق رکھنے والے حضرات کی جانب سے بھیجے ہوئے تعزیّت ناموں کے جواب میں لکھے گئے تھے، مرحوم کے نام کی نسبت سے اس کا عنوان ''ایثار نامہ'' رکھا گیا ہے، یہ عنوان اسم با مسمّٰی اور صوری و معنوی خوبیوں کا ایک بہترین مرقّع اور آئینہ ہے۔ صوری لحاظ سے اسلئے کہ اس عنوان کے ذریعے مرحوم کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا، اور معنوی لحاظ سے اس لئے کہ اس کتاب میں دنیا کی ناپائیداری، رنج و مصیبت کے روحانی پہلو، موت کی حقیقت، روحانی عالم کی عظمت، جزع و فزع کی مذمّت، صبر و شکر کی فضیلت، اور سب سے بڑھ کر فلسفۂ ایثار و قربانی کو، جو قربِ خداوندی کا نزدیک ترین باعث ہے، جوابی خطوط کی صورت میں مختصر مگر جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ناچیز کی نظر میں کتابِ مذکور شدائد و مصائب میں مومنوں کیلئے ایک ایسی مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی روشنی میں بندۂ مومن بے صبری و ناشکری کے دردناک ذہنی اور روحانی عذاب سے نکل کر صبر و شکر کی ابدی رحمتوں اور نعمتوں سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ایک عام انسان کیلئے ایک وجیہہ و شکیل، نڈر، بیباک پچیس سالہ نوجوان بیٹے کی یکایک موت قیامتِ کبریٰ نہ سہی تو قیامتِ صغریٰ سے کم

نہیں، لیکن جہاں تک علاّمہ صاحب کا تعلّق ہے، آپ کی روحانی مجالس میں شریک ہونے والوں، آپ کی وعظ و نصیحت کو گوشِ جان سے سننے والوں اور آپ کے دسترخوانِ علم و معرفت کی ریزہ چینی کرنے والوں کو یقینِ کامل تھا اور ہے، کہ آپ ایک فرزند کی جسمانی مفارقت کو کوئی ہنگامہ نہیں سمجھیں گے۔ اس لئے کہ آپ خاصانِ خداوند میں سے ہیں، اور علم و معرفت کے ایک ناقابلِ تسخیر پہاڑ کی حیثیت رکھنے کے باوجود جس منکسر المزاجی ساتھ جماعت کی روحانی اور علمی خدمت کرتے آئے ہیں، وہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں، حقیقت یہ کہ آپ ان مردانِ حق اور خاصانِ خدا میں سے ہیں، جن کی زندگی کا شعار یہ ہوتا ہے کہ :-

؎ در ینجایند مردانی که ایشان در ره فرمان
بکارِدین، نیندیشند، ہیچ از جان و از کالا
نه ازجستن نه از بستن نه ازکشتن نه ازمُردن
نه ازخنجر نه از زوبین نه از سلطان نه ازغوغا

یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک اضطراری قربانی اور وہ بھی ایک جوان سال بیٹے کی قربانی پر راضی برضائے الٰہی رہ کر صبر و شکر کرنا پہلے سے ارادی طور پر تیار ہو کر خداوندی حضور میں قربانی پیش کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ اس لئے کہ پہلی صورت میں عالمِ روحانی کے اجرِ عظیم کی خوش کن تصویر سامنے رہتی ہے اور اس روحانی کیفیت میں دنیوی مال و متاع اور زن و فرزند کی چمک دمک کوئی اثر نہیں رکھتی، اس کے برعکس دوسری صورت میں یہ کیفیت نہیں ہوتی لہٰذا دفعۃً اس پر قابو پانا زیادہ دشوار کام ہے، لیکن یہ بات بھی عام انسانوں کے لحاظ سے ہے، خاصانِ خدا اور عاشقانِ مولا ہمیشہ اپنے ارادے سے فانی اور ارادۂ حق میں باقی ہوتے ہیں، اس لئے ان کی باطنی اور روحانی

کیفیت باوجود بشری تقاضوں اور انسانی حالات کے لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْن کی رہتی ہے۔

علاّمہ موصوف کی ذاتِ گرامی میں خاکسار کو ان معیاری صفات کا مشاہدہ رہا ہے، اور مجھے یقینِ کامل ہے کہ وہ تمام مومنین، جنھوں نے علاّمہ موصوف کو دنیوی جاہ وحشمت، مال ومتاع اور سیاسی وخاندانی تعلقات سے بالاتر ہوکر، محض دینی، علمی اور روحانی لحاظ سے پہچاننے کی کوشش کی ہے اور جو کریں گے ان کو یہ صفات اور یہ روحانی مرتبہ مشاہدہ کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی ہوگی اور نہ ہی آئے گی۔

موصوف کی زندگی ایک مردِ کامل کی حیثیت سے بڑی ہمہ گیر رہی ہے، آپ شبانی اور سپہ گری کی زندگی سے لے کر عالم، عاشقِ صادق اور عارف کی حیثیت تک گوناگون تجربات ومعلومات کی زندگی گزارتے ہوئے آئے ہیں اور ان مختلف ادوار میں عشقِ حقیقی کا عنصر سب سے زیادہ کارفرما رہا ہے، اور چونکہ عشق نام ہی امتحانات کا ہے اور امتحان کا دوسرا نام قیامت ہے، لہٰذا آپ کی زندگی بھی بڑے بڑے امتحانات اور بار بار کی قیامات سے گزری ہے، جیسے خود فرماتے ہیں:-

ے عشق دیدہ صد قیامت از قیامت پیشتر
از تو ہر دم صد قیامت نور مولانا کریم

لیکن عشقِ حقیقی میں ثابت قدمی کا اجرِ عظیم یہ ہے، کہ معشوقِ حقیقی کبھی اپنے عاشق کو بے نیل ومرام نہیں چھوڑتا، بلکہ زندگی کے ہر قدم میں اس کی رہنمائی کرتا ہے، اور اسی طرح عاشق عظیم سے عظیم امتحان میں بھی کامیاب ہو جاتا ہے جیسا کہ خود علاّمہ صاحب فرماتے ہیں:-

ے عشقہ کاٹُ لومنانکہ بیسنہ مَہ کَم
اِی عقل میئمی مار امامِ زمان

یعنی اگر تم عشق کے عہد و پیان پر ثابت قدم رہو گے تو تمہیں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی، (اور اس حال میں) امامِ زمانؑ خود تمہاری عقل کے استاد اور رہنما ہونگے۔

اکثر یوں ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین کی اپنی زندگی کے دوران قدر شناسی کم ہوا کرتی ہے، لیکن اس لحاظ سے بھی علاّمہ صاحب نہایت سعادتمند ہیں، کہ آپ کی نہ صرف اسماعیلی جماعت میں قدر و منزلت ہے، بلکہ پوری مسلم برادری اور بالخصوص اہلِ علم حضرات آپ کو نہایت قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور اسماعیلی جماعت میں خاص و عام کو آپ کے ساتھ جو والہانہ عقیدت و محبّت ہے، اس کی مثال آپ خود ہیں۔ ذیل میں علاّمہ صاحب کی ہمہ گیر زندگی کے بارے میں چند اقتباسات خود آپ کے اپنے نوشتہ جات سے پیش کئے جاتے ہیں، جو سبق آموز بھی ہیں اور بصیرت افروز بھی۔

چنانچہ لکھتے ہیں ''کہ میری زندگی کی کہانی انتہائی عجیب و غریب ہے جسمانی اور روحانی قسم کی آزمائشوں کا نتیجہ! مسافرت و غربت کا قصّہ! درویشی و فقیری کا خلاصہ! محنت و مشقت کا مجموعہ! گریہ وزاری کا سرچشمہ! اور صبر و شکر کا ایک ادنیٰ نمونہ!'' ان گوناگون آزمائشوں کے دوران ان کے احساسات کیسے تھے؟ ان کی روحانی کیفیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''ایک قسم کے احساسات وہ ہیں، جن کی اساس و بنیاد خدا اور رسولؐ اور ائمۂ برحق علیہم السّلام کے مبارک و مقدّس ارشادات پر ہے، دوسری قسم کے احساسات وہ ہیں، جن کا تعلّق طبعی میلان، دنیاوی رسم و رواج اور ظاہری ماحول پر ہے، لیکن الحمدللہ ہمارے دینی احساسات ہر وقت دنیاوی احساسات پر غالب و

فاتح رہتے ہیں، یہ سعادت اس ذاتِ بابرکات کی تائید ونصرت کے بغیر ممکن نہیں، جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔''

سطورِ بالا یہ اندازہ لگانے کیلئے کافی ہیں، کہ امامِ زمانؑ اپنے خاص بندوں اور عاشقانِ صادق کیلئے بڑے بڑے امتحانوں اور ابتلاؤں میں کس طرح خود عقل بنتے ہیں، اور کس طرح ان کو ادنیٰ اور طبعی خواہشات واحساسات سے نکال کر اعلیٰ اور روحانی خواہشات کی طرف ہدایت فرماتے ہیں، اور بزرگانِ دین اور عاشقانِ مولا اس باطنی ہدایت وتائید کی بدولت مصائب وشدائد میں بھی مومنوں کیلئے صبر وشکر اور ہمّت و استقامت کا مثالی نمونہ بن کر دینی امور کی انجام دہی میں کس طرح سینہ سپر ہوجاتے ہیں، چنانچہ علاّمہ صاحب کی ایک ایسی مثال ملاحظہ ہو کہ موصوف ۱۳ ر دسمبر ۱۹۷۲ء کو سرکار مولانا حاضر امامؑ کے مبارک یومِ ولادت کے موقع پر دوسرے لوگوں کی طرح اپنے عزیز فرزند کی رحلت کے غم میں خانہ نشین نہیں ہوئے بلکہ امامِ زمانؑ کے مقدّس فرمان یعنی کہ: ''اگر کسی کا جوان بیٹا بھی فوت ہوجائے تو غم نہ کرے'' کے مطابق جوانمردانِ دین کے ایک قائد کی حیثیت سے میدان میں نکل کر جماعت کی قیادت فرمائی اور یہ معلوم ہونے بھی نہیں دیا کہ جسمانی لحاظ سے ان کی زندگی کی عزیز ترین شَے یعنی لختِ جگر ان سے جدا ہوگیا ہے، بیشک مردانِ حق اور بزرگانِ دین کا یہی شیوہ و شعار ہوتا ہے جو نہ صرف وعظ ونصیحت کرتے ہیں بلکہ عین موقع پر عملاً جماعت کو دکھاتے بھی ہیں اور یہی فلسفۂ ایثار وقربانی کی حقیقت ہے۔

جیسا کہ شروع میں کہا گیا ہے کہ یہ کتاب فلسفۂ ایثار وقربانی کا ایک آئینہ ہے، چنانچہ علاّمۂ موصوف اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''قربانی کا لفظ قرب سے نکلا ہے اور خدائے تعالیٰ کی قربت کیلئے قربانی کی ضرورت پڑتی ہے، اس

معنی میں قربانی ایک ایسی قیمتی چیز کو کہتے ہیں جو خدا کی راہ میں اس کی قربت ونزدیکی کی غرض سے نکالی گئی ہو" نیز قربانی کی قسموں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ مومنین سے دو قسم کی قربانی لیا کرتا ہے، ایک قربانی وہ ہے جو مومن سوچ سمجھے حال میں خدا کے حضور پیش کرتا ہے، دوسری قربانی وہ ہے جو خدا تعالیٰ اپنی مرضی سے مومن سے لیا کرتا ہے، اگر اس دوسری قربانی کیلئے مومن صابر وشاکر رہے تو یہ قربانی خدا کے نزدیک سب سے عظیم ہے۔"

مجھے امید ہے کہ اس کتاب کو برابر پڑھنے اور سمجھنے کے بعد کوئی بھی حقیقی مومن مصیبت کو مصیبت نہیں بلکہ رحمتِ ایزدی ہی سمجھے گا، اس لئے کہ خدائے رحمان و رحیم ہماری اپنی جانوں سے زیادہ مہربان ہے اور وہ اپنے بندوں کیلئے جو کچھ کرتا ہے وہ یا تو سرزدہ گناہوں کے روحانی نقصان کی تلافی کیلئے کرتا ہے یا مزید روحانی ترقّی کیلئے، اور ہر دو صورتوں میں رحمت ہی رحمت مقصود ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں آیا ہے:۔۔۔ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ (۲:۱۵۷)۔

فلسفۂ ایثار کی مزید وضاحت علاّمۂ موصوف نے اس کتاب میں بار بار فرمائی ہے امید ہے کہ قاری جتنا زیادہ دقت کے ساتھ اس کو پڑھے گا اتنی زیادہ اس کی حقیقت کو پہنچے گا۔

اس کے علاوہ علاّمہ صاحب نے "سُخنہائے گفتنی" میں بعض ناپسندیدہ اور مکروہ رسومات یعنی موت کے موقع پر زار وقطار رونا، مُردے کی تعریف کرنا، خورد و نوش کی چیزیں لانے میں اسراف کرنا، ہفتوں مہینوں تعزیت کیلئے آنے وغیرہ سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے، امید ہے کہ اسماعیلی جماعت بالخصوص ان پر عقل وعلم کی روشنی میں

ISW Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

عمل کرنے کی کوشش کرے گی، اس لئے کہ یہ رسومات اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں اور اندازہ ہوتا ہے، کہ ایسی رسوم اشاعتِ اسلام سے پہلے کے اثرات ہیں، اب جبکہ دن بدن امامِ زمانؑ کے مبارک فرامین کے ذریعے دین کی حقیقت روشن سے روشن تر ہوتی جارہی ہے تو جماعت کا فرض ہے کہ بیہودہ رسومات کو ترک کرے اور امامِ زمانؑ کے مقدّس فرامین پر عمل کرے، امید ہے کہ ان حقائق کو علاّمہ صاحب نے جس حکیمانہ انداز میں سمجھایا ہے، جماعت کماحقّہٗ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے گی۔

آخر میں دعا ہے کہ خداوندِ کریم ورحیم مرحوم کو اپنے جوارِ مغفرت ورحمت میں ابدی سکون وسعادت اور سرمدی مسرّت وراحت نصیب کرے! مصنّف کو صبر وشکر کا اجرِ غیر ممنون عنایت کرے اور جماعت کو ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تکالیف و شدائد میں صبر وشکر اور امامِ زمانؑ کی اطاعت وفرمان برداری میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا کرے!

فقیر محمد

معہد الدّراساتِ الاسلامیّہ

جامعۂ میکگل، مونتریال کنادا

۱۵ / نومبر ۱۹۷۳ء

آیئے ہاتھ اُٹھائیں ہم بھی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔

محترم ومکرّم قبلہ وکعبہ ہمارے بہت ہی شفیق بزرگوار داداجان علاّمہ نصیر الدّین نصیؔر ہونزائی (ایس۔آئی) کے منشا پر عمل کرتے ہوئے ہم نے چند الفاظ قلم بند کرنے کی جسارت کی ہے۔علاّمہ بزرگوار نے کتاب ''ایثار نامہ'' میں اپنے فرزندِ جگر بند ایثار علی (مرحوم) سے جو محبّت کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے وہ کئی اعتبار سے مثالی اور دعائے جاریہ ہے۔ یہ ایک مردِ مومن کی آپ بیتی کا حصّہ بھی ہے جس نے اس مشکل امتحان میں مذہبی تقاضوں کو نبھاتے ہوئے صبر وتحمل کی ایک نئی روایت رقم کی ہے تاکہ اس مثال کو اپناتے ہوئے ہر ذی شعور اور ایماندار انسان حکمِ خداوندی پر کماکان حقّہ سرِ تسلیم خم کرے۔

دل بدست آور کہ حجِ اکبر است
از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

اس کتاب کی افادیت کے کئی پہلو ہیں جن میں سرِفہرست یہ کتاب ایک دینی درس بھی ہے اور ایک اعلیٰ ادبی نسخہ بھی، کہ جس کو پڑھ کر قارئینِ کرام اپنے ذہنوں کو عالی ہمّتی کی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔

اولاد کی نعمت ایک فطری کشش کی حامل ہوا کرتی ہے۔ یہ عطیۂ خداوندی کائناتی نعمتوں میں سب سے شیرین اور دلفریب ہے۔ وہ جگر گوشے جو ماں باپ کے نورِ نظر اور دل کی ٹھنڈک ہوں یقیناً ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں مگر صد

افسوس کہ ایسی اموات جو بھرپور جوانی میں واقع ہوں، پسماندگان کیلئے قیامتِ صغریٰ ثابت ہوتی ہیں جو بڑے سے بڑے مضبوط انسان کو بھی شکستہ خاطر اور بے بس کر دیتی ہیں۔ مغموم ودل سوز لواحقین آہ و نالہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے ہیں اور غمگین ہوتے ہیں۔ مگر یہ سوچنا اور سمجھنا ازحد ضروری ہے کہ منشائے خداوندی کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ہم سب اسی کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس کتاب کی مناسبت سے ہماری یہ دعا ہے کہ وہ تمام جانیں جو بھرپور جوانی میں دنیا سے چلی گئی ہیں، خداوندِ کریم و کارساز ان سب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور تمام بنی نوع انسان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے! آمین یاربّ العالمین!!

مخلصان

امین الدّین ابنِ ایثار علی ابنِ نصیر الدّین ابنِ حُبِّ علی۔

عرفت روحی اہلیۂ امین الدّین۔

حُبِّ علی ثانی ابنِ امین الدّین ابنِ ایثار علی ابنِ نصیر الدّین ابنِ حُبِّ علی۔

دُرِّ علوی بنتِ امین الدّین ابنِ ایثار علی ابنِ نصیر الدّین ابنِ حُبِّ علی۔

دُرِّ فاطمہ بنتِ امین الدّین ابنِ ایثار علی ابنِ نصیر الدّین ابنِ حُبِّ علی۔

پیر ۲۴ ؍مئی ۲۰۰۴ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

ہماری اُمّہات کے خاندانوں کا تذکرہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم۔

میری والدۂ محترمہ (مرحومہ) روزی بائی بنتِ حیدر محمد کے آبائی خاندان بختہ کُٹز ہیں، شجرۂ نسب ملاحظہ ہو: ص ۷۱-۷۲، از کتابِ تاریخِ عہدِ عتیق ریاستِ ہونزا۔ میری نانی فِضہ سلطان محمد کی بیٹی تھیں، سلطان محمد ھکل کُٹز خاندان کا تھا، جو التِت اور احمد آباد میں ہیں۔ میری دادی صاحبہ کا نام بھی روزی بائی تھا، جو درشؔ علی (درویش علی) ابنِ قُلی لسکر کی بیٹی تھیں۔ قُلی لسکر اپنے زمانے کا بڑا بہادر اور نامور شخص تھا، ملاحظہ ہو ص ۹۵، از کتابِ مذکور۔

میری پردادی گُل بی بی (Gal Bibi) بنتِ خوش حال، کے خاندان خُروٹنگ ہیں اور ہماری ایک دادی میلی بنتِ بُڈ و چبوی بُتی کی نسل سے تھی، چبوی بُتی گنش میں تھا، اسی کے نام سے چبوی گُشل ہے، ہماری ایک دادی بُل التِت اسیُگُٹز خاندان سے تھی، اور بُشوکُٹز خاندان سے یکے بعدِ دیگرے ہماری دو یا تین دادیاں ہوئی ہیں، بُشوکا شجرہ ملاحظہ ہو: ص ۶۵، از کتابِ مذکور۔

نصیرالدّین نصیؔر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

جمعرات ۲۷ مئی ۲۰۰۴ء

حضرتِ قائم (ع-س) کے عظیم انعامات

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔

عائشہ بیگم کیلئے حضرتِ قائم (عَلیٰ اللّٰہ) کے حضورِ پُرنور سے فوق العادہ عظیم انعامات ہوئے، ان کو کبھی کبھی خواب میں حضرتِ قائم علینا سلامہ کا حجابی دیدار ہوتا تھا یعنی کسی بزرگ کے عنوان سے دیدار ہوتا تھا (ملاحظہ ہو) کتاب علمی بہار ص ١٦-٢٠۔

عائشہ بیگم کے حق میں حضرتِ قائم (عَلیٰ اللّٰہ) کا ایک بہت بڑا معجزہ ہوا تھا، اب تک میں نے اس کی تاویل کو تو بیان کیا لیکن شخص کا نام نہیں بتایا، خوفِ بیجا لاحق ہوا تھا، اب میں اس امانت کو ادا کرنا چاہتا ہوں، کہ میں یارقند میں تھا اور میری اہلیہ عائشہ بیگم ہونزا میں تھی حضرتِ قائم علینا سلامہ کے نورانی معجزات جاری تھے، ایک دن ہمارے خداوند (عَلیٰ اللّٰہ) نے عائشہ بیگم کی نیک بخت روح کو اور نیک بخت مومنات کے ایک بڑے گروپ کو روحاً ملا کر ایک فرشتہ بنایا اور وہ فرشتہ کہہ رہا تھا: تھَلا تھَلا تھَلانی، تھَلا تھَلا تھَلا ژُوْ۔ یہ الہام حضرتِ خداوند کے حکم سے تھا، اس لئے یہ ایک تاویلی کُلّیہ بن گیا۔ (کتاب علمی بہار ص ١٦-٢٣ ملاحظہ ہو)

نصیر الدّین نصیؔر (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔ آئی)

٢٨ مئی ٢٠٠٤ء

شبِ قدر اور ایک وفات

۱- شبِ قدر کی تنزیلی و تاویلی دُہری اہمیّت و فضیلت ہے، کیونکہ وہ ظاہر میں ماہِ رمضان کی سب سے افضل رات ہے، جو ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے، اور باطن میں حجّتِ قائم (علینا منہ السّلام) ہے، جس میں صاحبِ قیامت اور جُملہ اسرارِ قیامت پوشیدہ ہیں، چنانچہ جس کو حجّتِ قائم (ع۔م۔س) کی معرفت حاصل ہو جائے، اس کو حضرتِ قائم اور قیامت کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے، اور گنجِ اسرارِ مخفی اسی بندۂ مومن کے نام پر یا ایسے مومنین و مومنات کے نام پر ہو جاتا ہے۔

۲- آپ تمام عزیزوں کیلئے از حد ضروری ہے کہ سورۂ قدر (۹۷:۱-۵) کو بغور بار بار پڑھیں، اور اس کی تاویل کتابِ ''وجہِ دین'' میں دیکھیں، خاص کر گفتار سی و سوم (۳۳) میں، جس کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ حضرتِ قائم القیامت (ع۔س) کی شناخت نہیں ہو سکتی ہے، مگر پانچ حدود کے توسّط سے، جیسے اساسؑ، امامؑ، باب، حجّت، اور داعی۔

۳- خدا کے بارے میں ہمیشہ حُسنِ ظن سے کام لینا بہت بڑی دانشمندی ہے، چنانچہ ہم یہ کہیں گے کہ: عائشہ بیگم (علاّمہ نصیرالدّین کی اہلیہ) پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہوئی کہ عرصۂ دراز تک بیماری کی بندگی، ریاضت اور آزمائش کے بعد دارالفنا سے دارالبقا کی طرف اٹھالی گئیں، زہے نصیب کہ اس نیک بخت کی وفات یومِ شنبہ ۲۳ رمضان المبارک (۱۴۱۴ھ) ۵ مارچ (۱۹۹۴ء) کو ہوئی، جبکہ تدفین کے چند گھنٹے بعد آفتابِ عالمتاب لیلۃُ القدر کی مبارک رات کیلئے غروب ہوا، اور یہ بڑا

عجیب حُسنِ اتفاق یا پُر حکمت موت کا پروگرام تھا کہ شبِ قدر کی تاویل ہے، حجّتِ قائمؑ، اور سنیچر کی تاویل ہے، حضرتِ قائم (ع۔س) اور اس کا اشارہ یقیناً یہی ہے کہ ان کے گھر میں حجّتؑ اور قائم (ع۔س) کی شناخت ہے۔

۴۔ محترمہ عائشہ بیگم (مرحومہ) کا پدری نسب اس طرح ہے: عائشہ بیگم بنتِ اسداللہ بیگ (عُرف بلبل) ابنِ محمد رضا بیگ (فراج) ابنِ وزیر اسداللہ بیگ ابنِ وزیر پونو، اور مادری شجرہ یہ ہے: عائشہ بیگم بنتِ تائفہ بانو بنتِ ترنگفہ سلطان محمود ابنِ غلامو ابنِ سلطان بیگ ابنِ خوش بیگ ابنِ جٹوری۔

۵۔ عائشہ بیگم کی پیدائش کا سال ۱۹۲۲ء ہے، تقریباً سات سال کی عمر میں وہ میرے نکاح میں لائی گئی تھیں، اور میں شاید اس وقت بارہ برس کا لڑکا تھا، بڑی عجیب بات ہے کہ ایسی نوعمری میں یہ شادی ہوئی، اس کی وجہ البتہ یہی ہے کہ میرے والدین کسی اچھے خاندان سے اپنی بہو کا انتخاب کرنا چاہتے تھے۔

۶۔ میری رفیقۂ حیات عائشہ بیگم (مرحومہ) ہونزا کی ان عالی ہمّت خواتین میں سے تھیں، جو جذبۂ جان نثاری اور کامل وفاداری سے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈالتی ہیں، جبکہ ان کے شوہر عرصۂ دراز تک وطن سے دور کہیں ہوتے ہیں، ہونزا میں اس کی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

۷۔ میں نے اس واقعہ کو بہت غور سے سنا ہے، اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ عائشہ بیگم کو کبھی کبھی نورانی خواب میں ایک باجلالت و باکرامت بزرگ کا دیدار ہوا کرتا تھا، میری تحقیق کے مطابق وہ نورِ امامت کی ایک تجلّی ہوا کرتی تھی، لیکن میں اس معجزے کی بہت کم تعریف کرتا تھا، تاکہ بیگم غرور کا شکار نہ ہو جائیں، ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ میں یارقند (چین) میں تھا کہ عائشہ بیگم میرے متعلق لوگوں کی باتوں سے بہت

مغموم ہورہی تھی، اندران حال انھوں نے خواب میں اپنے بزرگ کو دیکھا، جو فرما رہے تھے: ''بیٹی! تم ہرگز غمگین اور مایوس مت ہو جاؤ، میرا بیٹا میرے دامنِ اقدس کے نیچے محفوظ وسلامت ہے، اور وہ آج سے تین مہینے کے بعد آنے والا ہے، تم کسی غریب عورت کو تین روز اپنا کھانا دینا۔'' انھوں نے بزرگ کی ہدایت پر عمل کیا، اور یہ پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔

۸- عائشہ بیگم نے زمانۂ غریبی کو دیکھ لیا تھا، اس لئے جب ہماری مالی حالت کچھ بہتر ہوگئی تو آپ اپنی عادت کے مطابق گاہ وبے گاہ سخاوت کا مظاہرہ کرتی تھیں، یہاں تک کہ بعض دفعہ گھر کے استعمال کی کوئی ضروری چیز بھی کسی حاجت مند کو دینے سے دریغ نہیں کرتیں۔

۹- مرحومہ بڑی حد تک مذہبی ہونے کی وجہ سے جماعت خانہ اور روحانی مجلس کی شیدائی اور امامِ عالیمقام علیہ السّلام کی منظومہ تعریف سننے کی دلدادہ تھیں، ان کے دل کو جوان سال فرزند (ایثار علی) کی اچانک موت نے مجروح اور بہت نرم بنادیا تھا، بنابرین ذکر ومناجات کی محفل میں ان کی بہت گریہ وزاری ہوا کرتی تھی، بے شک دلِ مجروح کی مناجات حضرتِ قاضیُ الحاجات کو پسند آتی ہے، اور ہر مصیبت میں رجوع الی اللہ کی یہی حکمت ومصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔

۱۰- اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہر نیک عورت اپنے بچوں سے بہت زیادہ مادرانہ محبّت رکھتی ہے، اسی طرح عائشہ بیگم اپنی ہر اولاد کو جانِ عزیز سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھیں، لیکن تعجب اس چیز میں ہے کہ وہ سیف سلمان خان کو بھی بڑی شدّت سے چاہتی تھیں، ان کا سچے دل سے یہ کہنا تھا کہ آپ بے شک خدا کے دوست ہیں، لہٰذا یہ اسی کی توفیق اور حکمت تھی کہ آپ نے یارقند کی سخت مسافرت اور محبوس زندگی

میں دوسری شادی کا سہارا لیا، جس کا میوۂ شیرین آج ہمارے لئے ایثار علی کی جگہ پر سیف سلمان خان ہے، اور ہر وقت ان کا یہی اصرار ہوتا تھا کہ سلمان کو یہاں لائیں، چنانچہ خوش بختی سے گزشتہ سال سلمان مختصر وقت کیلئے پاکستان آیا، اور اس نے اپنی بیمار ماں کی پہلی اور آخری ملاقات کر لی، اور اس کو اس ادھوری خوشی سے زیادہ افسوس ہوا۔

۱۱- اب میں اجتماعی مفاد سے متعلّق کوئی بات کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ میں ایسی رسمِ چراغِ روشن کے حامیوں میں سے ہوں، جو سادہ، اور کم خرچ پر مبنی ہو، لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ ساتویں دن کی رسم کا پس منظر کیا ہے، اس لئے میں نے عائشہ بیگم کی وفات کے یومِ ہفتم (تھلے ٔ کُڈ) کے اخراجات کو صدقۂ جاریہ کے طور پر پاک جماعت خانہ میں پیش کیا، اور امید ہے کہ (ان شاء اللہ) آئندہ ہوشمند لوگ ایسا ہی عمل کریں گے، موکھی صاحب نے اس مثالی کام کو بڑی فراخدلی سے سراہا، اور بہت ساری عمدہ دعائیں دیں، یہ مبارک دعائیں دراصل حضرتِ مولا کی تھیں، جو نامدار موکھی کی پاکیزہ زبان سے ادا ہوئیں، الحمد للہ۔

۱۲- مجھے پہلے ہی سے اندازہ تھا کہ ہونزا وغیرہ سے بہت سے لوگ فاتحہ خوانی اور اظہارِ ہمدردی کیلئے گاڑیوں پر گلگت آئیں گے، جس کی وجہ سے جماعت یا قوم کے ہزاروں روپے خرچ ہوں گے، اور بالکل ایسا ہی ہوا، حالانکہ میں نے اعلان کیا تھا کہ ہم نے اس رسم کو محدود کرنا ہے، اس لئے دور سے لوگ نہ آئیں، میں نے علی آباد کے بعض اکابرین سے گزارش کی کہ اگر آپ حضرات گلگت آنے جانے کا ٹوٹل کرایہ کسی جماعتی کام میں خرچ کرتے، اور مجھے صرف ایک چھوٹا سا تعزیت نامہ لکھتے، تو بہت اچھی بات ہوتی، میں نے مزید عرض کی کہ آپ جماعت کو آئندہ کیلئے سمجھائیں کہ وہ بڑی تعداد میں دور دور تک فاتحہ خوانی کی غرض سے نہ جایا کریں (ہر قسم کی دعا اور فاتحہ

خوانی کی بہترین جگہ خدا کا گھر ہے) وہ دانا تھے، اس لئے یہ باتیں ان کو پسند آئیں۔

۱۳- انہی مجالس میں وقت کے موضوع پر بھی گفتگو ہوئی کہ وقت کیا ہے؟ وقت عمرِ عزیز کے ایک حصّے کا نام ہے، اگر فرد کی زندگی انمول ہے تو قوم کی زندگی اس سے کہیں زیادہ انمول ہے، لہٰذا اجتماعی زندگی کے قیمتی ٹکڑوں (یعنی اوقات) کو غیر ضروری کاموں میں صرف نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ خرچ شدہ دولت مل سکتی ہے، لیکن صرف شدہ زندگانی واپس نہیں آسکتی۔

۱۴- میں نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ شمالی علاقہ جات میں ایصالِ ثواب کی یہ رسم بہت اچھی ہے، لیکن یہ کہاں کی ہمدردی ہے کہ غمزدہ خاندان کو ذرا بھی آرام کی اجازت نہیں ہے، صبح سے لے کر شام تک باادب اور ہوشیار بیٹھنا ضروری ہے، کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ دن کے تقریباً دو بجے تک لوگ آیا جایا کریں؟ ورنہ غمگین لوگوں کو حسبِ دستور تکلیف ہوتی رہے گی، پھر علم و ترقّی اور ڈاکٹروں کے مشوروں کا کیا فائدہ، الغرض بعض روایات میں سوچ سمجھ کر ترمیم کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

۱۵- اس بندۂ عاجز نے ہونزا ریجنل کونسل کے صدر جناب ڈاکٹر اسلم صاحب کی خدمت میں ایک بہت اہم مسئلہ پیش کیا تھا، اب میں وہ دوسرے الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ "مومن آباد" کے نام کا مشورہ میں نے ہی دیا تھا، اور بفضلِ خدا وہ کامیاب ہوگیا، کیونکہ وہ ہمارے بہت ہی عزیز، روحانی بھائی، جو مومن آباد میں رہتے ہیں، بڑے راسخ العقیدہ مومنین ہیں، لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ ان کے ایمان اور اخلاص کی قدردانی نہیں کی جاتی ہے، کیا وہ اور ہم سب ایک ہی امام علیہ السّلام کی روحانی اولاد نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر ان کو "برادری اور برابری" کے حقوق کیوں حاصل نہیں ہیں؟ میں ان کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ پُرامن طریقے سے نامدار کونسل سے

رجوع کریں، شاید اصلاحِ احوال کیلئے وقت لگے گا لیکن مسئلہ ان شاء اللہ حل ہو جائے گا۔

۱۶- خداوندِ قدّوس کا شکر ہے کہ دعا کی غرض سے آئی ہوئی ہر جماعت کے سامنے علم کا کوئی نہ کوئی مناسب نکتہ بیان کیا، اور مجموعی طور پر البتہ علم و حکمت کی کافی باتیں ہوئیں، اس کے علاوہ بہت سے مومنین و مومنات کی پُرخلوص دعاؤں کی سعادت و برکت بھی حاصل ہوئی، میں آخراً ان تمام افرادِ مومنین و مومنات کا قلبی گہرائی سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے عائشہ بیگم کی طویل علالت کے دوران بے مثال خدمات انجام دی ہیں، میں ان خواتین و حضرات کے حق میں عاجزانہ دعا کرتا ہوں جنھوں نے اس خدمت، عیادت اور تعزیت میں حصّہ لیا، کہ ربّ العزّت ان کو دین و دنیا کی لامحدود حسنات سے مالا مال فرمائے! آمین!! (بحوالۂ کتابِ علمی بہار، ص ۱۶-۲۳)۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

کراچی

جمعرات ۴ شوال ۱۴۱۴ھ، ۱۷/ مارچ ۱۹۹۴ء

فدائے مُک کے یاسمین۔می اُوشمکُڈ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔

ان دونوں عزیزوں نے میری بہت ہی عزیز پرپوتی دُرِّ علوی امین الدّین کو بطورِ بیٹی گود میں لیا ہے، ہم تھَم (راجہ) نہیں کہ قطعۂ زمین کا انعام دیتے، صرف دعا دی اور ان شاء اللہ درویشانہ دعائیں کرتے رہیں گے، اور علمی خدمت میں ان سے تعاون حاصل کیا، جس کا انعام ان کو اللہ کے حضور سے ملے گا۔ ایثار نامہ کے تیسرے ایڈیشن میں ان دونوں عزیزان نے ٹائپنگ کی خدمات انجام دی ہیں۔

تاریخ عہدِ عتیق ریاستِ ہونزا، ص ۶۵ کے شجرہ کے مطابق جبلِ ایمان، جبلِ قوم، فاتحِ ایورسٹ، ستارۂ امتیاز جناب نذیر صابر صاحب، غلام قادر بیگ مومنِ عالی ہمّت، میں، فدائے مُک، اور یاسمین دِرَم دَلتَس نامی شخص کی نسل میں سے ہیں، یعنی میری ایک دادی جو بُشوکُڈ کی بیٹی تھی وہاں میری نمائندگی کر رہی ہے۔

نصیر الدّین نصیرؔ (حُبِّ علی) ہونزائی (ایس۔آئی)

بدھ ۳۰/جون ۲۰۰۴ء

این سعادت بزورِ بازو نیست

ہدیۂ عقیدت و احترام

از: فدا علی سلمان البدخشانی

انسان فطری خصائص کا ایک سمندر ہے اس سمندر میں اوصاف کے اَن گنت انمول موتی پنہاں ہیں جب تک حوادث کا کوئی طوفان اس سمندر میں تلاطم پیدا نہیں کرتا ان بے بہا موتیوں پر نظر نہیں جاتی۔ غالباً صدمۂ مرگ اور وہ بھی مرگِ جوانی طوفانِ حوادث میں قہرمان ترین صدمہ ہے اور انسانی اوصاف کے موتیوں میں ہمدردی اور غم گساری کا وصف سرِفہرست ہے جو ورود و اظہار کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے ہیں، مگر کبھی کبھی یہ تلازم کچھ اس انداز میں سامنے آتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایسے مواقع دراصل متاثر شخصیت کی عظمتِ ذاتی اور معاشرے میں اس کی اعلیٰ قدر و منزلت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ رشد و موعظت کا بھی ایک عظیم ذریعہ بن جاتے ہیں۔

عزیز مرحوم ایثار علی کی انتہائی جانکاہ حادثاتی جوانا مرگی بھی ایک ایسا ہی صدمہ ہے جس نے دور و نزدیک کے تمام احباب، اعزا اور افرادِ جماعت کو جہاں ایک طرف متاثر کیا ہے وہاں دوسری طرف مرحوم کے عظیم والدِ بزرگوار جناب علاّمہ نصیر الدّین نصؔیر ہونزائی صاحب کی عظمت و بزرگی کو بھی جو شروع سے صرف حلقۂ احباب و ارادت مندان میں ہی نہیں بلکہ محافلِ اغیار میں بھی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science Knowledge for a united humanity

"نُورٌ علیٰ نُور" کر دیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک اور خاص پہلو ہمارے سامنے آیا ہے کہ معمولاتِ عالم کے خلاف جس کے بارے میں زبان زدِ خاص و عام ہے کہ:۔

مصیبت کی گھڑی میں کون کس کے کام آتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا انسان سے رہتا ہے

آزمائش کی اس گھڑی میں پوری قوم نے مجموعی طور پر علاّمۂ موصوف کی ذات سے اپنی جس وابستگی کا اظہار کیا ہے اور ہمدردی کے جن انمول موتیوں کو بے دریغ نچھاور کیا ہے اسے موصوف کے کمالِ عظمت اور نیک بختی کا نام ہی دیا جا سکتا ہے۔ اس ذیل میں تاروں اور خطوط کے ایک بڑے انبار میں سے چند اقتباسات نموناً درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) مجھے آپ کے فرزند کے سانحۂ ارتحال کا سن کر بہت دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبرِ جمیل عنایت فرمائے!

میر آف ہونزا (تار)

(۲) مجھے آپ کے فرزند کی حادثاتی موت کا سخت صدمہ ہوا۔ دِلی تعزیت قبول کیجئے۔ مولا مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے!

وزیر غلام حیدر بندے علی کراچی (تار)

(۳) آپ کے فرزند کی موت پر تمام جماعت غم واندوہ کے ساتھ اظہارِ تعزیت اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔

اسماعیلیہ کونسل سکردو (تار)

(۴) عزیز ایثار علی کی شہادت کا سن کر سخت صدمہ ہوا۔ ہم سب کو مرحوم سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں یہ ہم سب کا غم ہے۔ تعزیت قبول کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کو یہ صدمہ سہنے کی قوّت اور مرحوم کو جوارِ رحمت مرحمت فرمائے!

جُملہ جماعتِ مِسگر (تار)

(۵) مجھے جان کر انتہائی صدمہ ہوا کہ حالیہ ہوائی حادثے کے المیے کا شکار ہونے والوں میں آپ کے جوان سال عزیز فرزند بھی شامل تھے۔

ہم سب کو راضی بہ رضائے مولا ہونا ہی پڑتا ہے۔ مولا پاک مرحوم کی روح کو دائمی سکون اور آپ کو بمعہ متعلقین اس نا قابلِ تلافی نقصان کو جھیلنے کی سکت بخشے! آمین!

وزیر کیپٹن امیر علی کریم ابراہیم
اسٹیٹ ایجنٹ مولانا حاضر امام
کراچی (مراسلہ)

(۶) مجھے جمعہ ۸/ دسمبر ۱۹۷۲ء کو آپ کے فرزندِ عزیز کے المناک حادثاتی سانحۂ ارتحال کا جان کر سخت صدمہ ہوا۔ جس کے لئے ہماری دلی تعزیت قبول فرمائیں۔

آپ ایک نور رسیدہ شخص ہیں مجھے امید ہے کہ آپ راضی بہ رضائے مولا کو اپنا شعار بنائیں گے۔ ہم سب یہاں پر مولانا حاضر امام کے حضور دست بہ دعا ہیں کہ مولا مرحوم کی روح کو دائمی سکون اور آپ کو یہ عظیم نقصان سہنے کی طاقت و ہمّت عطا

فرمائے! مجھے امید ہے کہ آپ کو ہمارا ۱۱ ماہِ رواں والا تار ملا ہوگا۔

فقط

یا علیؑ مدد

قاسم علی ایم جے

پریذیڈنٹ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان۔ کراچی (مراسلہ)

(۷) آپ کو معلوم ہے کہ کراچی میں مجھے والد صاحب کی وفات کی خبر ملی اس سے آنسو خشک نہیں ہوئے تھے کہ سعادت خان جدا ہوا۔ مگر کیا کریں۔ کہاں جائیں۔ کس کو سنائیں، چارہ نہیں۔ علاج نہیں۔ اجل معیّن ہے۔ تقدیر کے قاضی کا فیصلہ اٹل ہے۔ تسلیم و رضا آخری حل ہے۔ دل تھام کے کہنا پڑتا ہے مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ۔

؎ زندگی انسان کی ہے مانندِ مرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا اُڑ گیا

کیپٹن میر باز خان (اقتباس از مراسلہ)

(۸) اصحابِ علم و دانش جن کو فلسفۂ زندگی سے کافی حد تک شناسائی ہے اس زندگیٔ ناپائدار پر کم اعتماد رکھتے ہیں اور ہر حالت میں کُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ (۸۸:۲۸) کے ارشادِ ربّانی پر لبیک کہتے ہیں۔ گویا زخم ناقابلِ اندمال ہے اور یہ عظیم نقصان ناقابلِ تلافی، مگر سوائے صبر کے اور کوئی چارۂ کار باقی نہیں۔

محبوب علی کراچی (اقتباس از مراسلہ)

(۹) مرحوم عزیزم شادی شدہ تھا اور اس کے بچوں کی پرورش و کفالت بھی اب آپ کے کندھوں پر آن پڑی ہے۔ ان مصائب و آلام کو برداشت کرنے کی مولا پاک آپ کو ہمت و استقامت عطا فرمائے! (آمین!)

تمام جماعتِ اسماعیلیۂ لائل پور (پنجاب) آپ کو بصد خلوص ہدیۂ تعزیت پیش کرتی ہے اور بارگاہِ ربُّ العزّت میں دست بہ دعا ہے کہ اِلٰہ العالمین مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور نورانی دیدار سے بہرہ ور فرمائے!

الواعظ عزیز علی فدائی لائل پُور

(اقتباس از مراسلہ)

(۱۰) اس اندوہناک حادثے نے ہمارے ہوش وحواس اُڑا دئے ہیں اور اظہارِ ہمدردی اور قلبی کیفیت واضح کرنے کیلئے ہمارے پاس الفاظ نہیں اگر ہوتے بھی تو ہم انھیں آپ کے پاس کیسے ادا کرتے کیونکہ آپ مصائب وآلام میں ہمارے لئے ایک پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہمارے دکھ سکھ کی گُتھیاں آپ کے علم و عقل سے کُھلتی ہیں۔ ہاں البتہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ آپ ابتلا کی کٹھن گھڑی میں ہمارے لئے صبر و شکر کا ایک اچھا معیار قائم کریں گے۔

(ہونزا کی مختلف جماعتوں اور کونسلات کے مراسلات سے اقتباس)

(۱۱) آپ کے عزیز فرزند کی حادثاتی موت سے بہت دکھ پہنچا۔ یقین کیجئے اس آزمائش میں آپ تنہا نہیں ہیں ہم سب کے دل آپ کے ساتھ ہیں اگرچہ فاصلوں کے لحاظ سے ہم دور ہیں۔

(چند انفرادی مراسلات کا مجموعی تاثر)

(۱۲) دنیا دین سے وابستہ ہے آپ ایک عالمِ دین اور صاحبِ معرفت شخص ہیں ہم نے دینی شعور آپ ہی سے سیکھا ہے اور نیک و بد کی تمیز بھی۔ ایسے کڑے وقت کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے اس کے بہترین مظاہرے کی ہم آپ سے توقع رکھتے ہیں۔ ہم دِلی اور روحانی طور پر آپ کے ساتھ شریکِ غم ہیں۔

(چند انفرادی خطوط کا مجموعی تاثر)

میں ذاتی طور پر علّامہ صاحب کے مداحوں میں سے ہوں۔ جس وقت ہوائی حادثے کی خبر یہاں موصول ہوئی اور پھر جس وقت شہید ایثار علی کا جسدِ خاکی یہاں پہنچا ایک قیامت کا سماں تھا۔ میں تو یہی سمجھ رہا ہوں کہ جن راہوں سے جنازہ گزرا ہے پتھر بھی رو پڑے ہوں گے، مگر آفرین ہے اس مردِ جلیل کے صبر و استقامت پر۔ کیا مجال ہے جو ذرا کمزوری دکھائی ہو، تمام پروگراموں میں برابر شریک ہوتے رہے، نہ صرف یہی بلکہ عقیدتمندوں، احباب اور اعزا میں سے جو لوگ غم سے مغلوب ہوئے بزرگوارِ موصوف نے بطورِ پند ہر ایک کو حوصلہ دیا۔ اور صبر و شکر کی تلقین کرتے رہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ وابستگان، عقیدتمندان اور احباب نے جس والہانہ انداز میں اپنی وابستگی، عقیدت مندی اور محبّت کا اظہار کیا ہے وہ انہی کا حق ہے اور انہی کا حصہ۔

میری دعا ہے کہ مولائے کائنات متاثر خاندان کو ظاہری و باطنی عنایات سے نوازے اور تلافیٔ نقصان میں جسمانی و روحانی نعم البدل عطا فرمائے!

الشّریک فی الغم والدّاعِی لِلنّعَم

فدا علی سلمانؔ البدخشانی

سُخن ہائے گفتنی

(۱) مومنین میں سے جو افراد مشیّتِ ایزدی کی لاتعداد حکمتوں کا یقین رکھتے ہیں، وہ البتہ دنیا کی کسی بھی بڑی مصیبت سے واویلا اور جزع وفزع نہیں کرتے۔

(۲) مومن کی زندگی فی الواقع دُہری ہے، یعنی ایک تو چھلکے کی طرح ظاہر ہے اور دوسری مغز کی طرح باطن، اب اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی انسان کو باطن منظور ہو چکا ہے تو اس کیلئے چھلکے کو چھوڑنا اور ظاہر سے گزرنا پڑے گا، پھر اس پر کسی عزیز کو کوئی شکایت نہ ہونی چاہئے۔

(۳) ہر انسان کی زندگی ہی میں کوئی نہ کوئی کارنامہ ہوا کرتا ہے، مگر اس عام اصول کے برعکس میرے عزیز فرزند ایثار علی کا ایک بڑا کارنامہ اس کی ناگہانی موت کے بعد مکمل ہوا ہے، مثلاً ایک ایسے مردِ درویش کو اپنے عزیز بیٹے کی حادثاتی موت کے ابتلا وامتحان میں رکھنا جو صبح وشام کی عاجزانہ دعاؤں میں دوسرے مقاصد کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتا تھا کہ اس پر کوئی ایسا امتحان نہ آئے، سارے خاندان بلکہ پوری قوم کو خون کے آنسو رُلانا، چند قیمتی جانوں کی اتفاقیہ موت سے اتفاق کر کے چہ ہونزا وچہ گلگت اور پاکستان بلکہ پوری دنیا کو یکبارگی ہمدرد بنا لینا، اور مردِ درویش کی اس مصیبت کے بارے میں بعض معتقدین کا پوشیدہ تعجب کہ جہاں خوفِ خدا سے ہمیشہ گریہ وزاری ہوتی رہتی ہے، وہاں بھی خدا کا امتحان آسکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس درویش کے ہر قول وفعل کی طرف جماعت اور قوم کا متوجہ ہونا کہ اب دیکھیں کہ وہ عین مصیبت کے وقت کیا کرتا ہے، صبر وشکر کا مظاہرہ کر رہا

ہے یا خود بے صبری اور ناشکری کا نمونہ بن رہا ہے، یہ تمام باتیں میرے عزیز بیٹے کی موت سے پیدا ہوئی ہیں، اس لئے میں ایثار کی موت کو اس کے حق میں قدرتی کارنامہ قرار دیتا ہوں۔

(۴) میں ایک مصیبت زدہ باپ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک درویش بھی ہوں، ان دونوں صورتوں کے نتیجے میں میرے دل کے اندر جیسی جیسی عجیب وغریب کیفیات واقع ہوئی ہیں، وہ میں نے تعزیت کے جوابی خطوط میں بالکل صحیح طور پر ظاہر کردی ہیں، پھر ان جوابی خطوط کو کتابی صورت دی گئی ہے، تاکہ ایک طرف سے تو یہ کتاب مسلمین ومومنین کیلئے پند ونصیحت کا ایک ذریعہ بن کر موجبِ ثواب ہو اور دوسری طرف سے اس پیاری روح کی یادگار باقی رہے جو پیارے ایثار علی کے نام سے میرے غریب خانے میں رہ چکی ہے۔

(۵) یہ بات تقریباً سب جانتے ہیں کہ اولاد کی محبّت ایک فطری امر اور ایک پیدائشی حقیقت ہے، اور ایک جوان بیٹے کی ناگہانی موت انسان کیلئے سب سے بڑا صدمہ ہے، لیکن انسان کیا کرسکتا ہے، کیا وہ قانونِ قدرت کے خلاف احتجاج کرسکتا ہے؟ کیا وہ خدا کے امتحان سے راہِ فرار اختیار کرسکتا ہے؟ نہیں نہیں وہ کچھ بھی نہیں کرسکتا، اس لئے بہتر تو یہی ہے کہ صبر وشکر جیسا کہ حق ہے اختیار کیا جائے تاکہ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور دونوں جہان میں رحمتِ خداوندی شاملِ حال رہے۔

(۶) جماعت اور مسلم برادری کی طرف سے جو گہری ہمدردی مجھ سے کی گئی ہے، میرے خیال میں اس کی کوئی مثال نہیں اور جس خلوص اور دلسوزی سے دور و نزدیک کے عوام وخواص نے مجھے تعزیت دی ہے، اس کا تذکرہ کرنا میرے بس کی

بات نہیں، اور تعزیت نامے اس قدر زیادہ موصول ہوئے کہ میں ان سب کو اس کتاب میں درج نہیں کرسکتا تھا، لہٰذا میں نے کوشش کی کہ صرف ان کے مختصر جوابات شائع کیے جائیں، پھر بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کچھ خطوط مجھے نہ مل سکے، لہٰذا ان کا جواب میرے لئے ناممکن تھا، نیز بعض خطوط اس کتاب کے مکمل ہو جانے کے بعد موصول ہوئے تھے۔

(۷) اب مجھ پر واجب ہے کہ میں پھر ایک بار ان تمام حضرات کا قلبی طور پر شکریہ ادا کروں، جنھوں نے جلکوٹ کے جنگل میں میرے عزیز بیٹے کی لاپتا لاش کی تلاش کی، اسے یہاں لاکر سپردِ خاک کر دیا، مجھے اور تمام خاندان کو سہارا دیا اور سنبھالا، انھوں نے مجموعی طور پر اپنے قیمتی وقت سے ہزاروں گھنٹے ہماری تعزیت کی خاطر صرف کر دئے، مگر افسوس کہ ان میں سے بعض چیزیں حد سے بڑھ جانے کی صورت میں بُت پرستی بن جاتی ہیں، میں نے اس سلسلے میں چند ایسی چیزیں بھی محسوس کی ہیں جو مذہبی نقطۂ نظر سے ناپسندیدہ اور مکروہ بلکہ بُت پرستی ہیں، اگر میں یہاں ان کے تذکرہ سے گریز کروں تو نصیحت کی امانت میں خیانت ہوگی، وہ چیزیں یہ ہیں:-

(الف) بعض سادہ لوح مردوں اور خصوصاً عورتوں کا زار زار رونا اور آہ و فغان کرنا اور مُردے کی تعریف و توصیف بیان کرنا، (ب) دور دراز علاقوں سے تعزیت کیلئے آنا، (ج) وقت گزر جانے کے بعد عرصۂ دراز تک تعزیت دیتے رہنا، (د) زخم پر نمک پاشی کرنا یعنی لواحقین کے پاس بار بار متوفی کا تذکرہ کرنا، (ہ) موت کی ناجائز رسومات کو جاری رکھنا اور اس سلسلے کی فضول خرچی یعنی وقت یا پیسہ بیجا طور پر استعمال کرنا۔

اب مجھے اخیر میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جن کو مجھ سے ہر قسم

کی جسمانی ہمدردی کے علاوہ علمی تعاون بھی ہے، ان میں سے جناب پروفیسر فقیر محمد صاحب بی۔اے (آنرز) ایم۔اے (فلسفہ) ایم۔اے (عربی) ایم۔اے (فارسی) ڈبلیوم (جرمن) سرِفہرست ہیں، جن کے گوناگون احسانات کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا، ان کی رفاقت سے میرے حوصلے بلند ہوئے ہیں، ان کی دوستی سے میری روح کو قوت ملی ہے، ان کی علمی تصدیق سے میری دُوراندیشی کا ثبوت ملا ہے، آپ کی مایہ ناز شخصیت قوم کیلئے محنت و جفاکشی اور پھر کامیابی کا عملی نمونہ ہے، آپ کی ایمانی ذات خود شرافت و اصالت کی بہترین مثال ہے، آپ تحریر و تقریر دونوں میدان کے شہسوار ہیں، اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ کہ یہ سب کچھ اسی حقیقی مالک کی مہربانی سے ایسا ہے تاکہ قوم اور جماعت زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھ سکے۔ پس میں صاحبِ موصوف کا بطریقِ اخص شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کا ایک ایسا جامع اور دلکش دیباچہ تحریر فرمایا ہے کہ اس میں کتاب "ایثار نامہ" کے جُملہ مطالب یکجا و واضح ہو چکے ہیں۔

پھر میں جناب فدا علی سلمان صاحب گوہر افشان کا بھی شکرگزار ہوں کہ انھوں نے اپنی انوکھی اور بے مثال قابلیت اور جذبۂ اخوّت سے میری مصیبت کے دوران نہ صرف جوابی خطوط میں میری معاونت فرمائی ہے بلکہ انھوں نے تمام تعزیت ناموں پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک پُرمایہ پیش لفظ بھی لکھا ہے جس کی بدولت اس کتاب کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوگیا ہے۔

فدا علی سلمان صاحب کی علمی مرتبت کی مثال ایک ایسے گنجگاہ کی طرح ہے جس کے متعلّق لوگوں کو کوئی گمان نہیں کہ وہاں ایک گرانقدر خزانہ چھپا ہوا ہے، مگر ایسا خزانہ بھی ہمیشہ کیلئے مخفی نہیں رہ سکتا، وہ ایک نہ ایک دن ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

میں اپنے پگھلے ہوئے دل میں یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ العالمین ان دونوں صاحبانِ علم و ادب کو اور دوسرے تمام ہمدرد حضرات کو علم و ہنر کے فیوض و برکات عطا فرمائے اور انہیں دونوں جہان کی کامیابی اور روسپیدی عنایت کیجئے!!

آمین یا ربّ العالمین!!!

فقط

ذرّۂ بیمقدار

نصیر ہونزائی

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

گلگت

۱۳/دسمبر ۱۹۷۲ء

برادرانِ روحانی

جماعت (۱) حیدرآباد

(۲) مرتضیٰ آباد

یاعلی مدد!

میرے نوجوان فرزند کی ناگہانی اور اتفاقی موت اور اس ناقابلِ تلافی نقصان پر جس قدر خلوص اور دل کی گہرائیوں سے آپ سب نے ہمدردی کا اظہار کیا اور تعزیت کے متعدد پیغامات بھیجے ہیں اس کا میں تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔ خداوندِ تعالیٰ کی شاید یہی مرضی تھی۔ اس کے حضور سرِ تسلیم خم ہے اور جیسا کہ آپ روحانی بھائیوں نے میرے لئے صبر و استقامت کی دعائیں مانگی ہیں مجھے یقین ہے کہ مولائے کریم آپ سب بھائیوں کی دعاؤں کے طفیل اس عظیم آزمائش میں مجھے ثابت قدم رکھے گا۔

ایک دفعہ پھر آپ سب روحانی بہن بھائیوں چھوٹے بڑے اور تمام خیرخواہوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری عاجزانہ دعائیں ہیں کہ مولائے کریم تمام جماعت کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے نوازے! (آمین!)

والسّلام

آپ کا روحانی بھائی

نصیر ہونزائی

گلگت

۱۵ر دسمبر ۱۹۷۲ء

مِلک جی!

سلام و دعائیں! واقعی انسانیت کا معیار غمخواری ہے، مبارک ہے وہ آدمی جو دوسروں کا درد محسوس کرتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:-

؎ دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیان

میرے عزیز لختِ جگر کی بے ہنگام مفارقت کا عظیم صدمہ اگر میں سہہ گیا ہوں تو محض اس برتے پر کہ آپ جیسے غم گُسار موجود ہیں حکیم خیام فرماتے ہیں:-

؎ بیگانہ اگر وفا کُند خویش من ست
ورخویش جفا کند بد اندیش من ست
گر زہر موافقت کند تریاق ست
ور نوش مخالفت کُند نیش من ست

ایک وہ تھا چوتھائی صدی پہلے کا معصوم بے بس بچہ! میرے جگر کا ٹکڑا، میرے جوان بازوؤں کے مضبوط حصار میں شدائدِ ایام سے محفوظ پلتا رہا اور آج جبکہ اسے میرے بڑھاپے کی لاٹھی بننا تھا تو عین ضعیفی کی عمیق کھائی کے کنارے مجھے ہکّا بکّا چھوڑ گیا، نہ آگے کو سوجھتا ہے اور نہ پیچھے مڑ سکتا ہوں، ایک آپ ہیں سینکڑوں میل دور ہوتے ہوئے بھی میرا درد بانٹ رہے ہیں اس کا صلہ میں کیا دے سکتا ہوں وہ دے

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

دے جس کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہیں جاتا! آمین!

خیام ہی نے فرمایا ہے:-

ے مردانه درآ زخویش و پیوند بِبُر
خود را تو زبندِ زن و فرزند بِبُر
ہر چیز که ہست سدِّ راہست تُرا
با بند چگونه ره روی بند بِبُر

یہ دنیا اگر فانی ہے تو یہاں کی ہر چیز فانی ہے۔ آنی جانی چیزوں کا غم کرنا بے سود ہے اور لاحاصل۔ راہِ سلوک میں بڑے کڑے مقام آتے ہیں راستے میں آنے والے مقامات سے گزر کر ہی کوئی راہی منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے، یہ کیسے کہا جا سکتا کہ منزل بھی ملے اور راستہ بھی طے نہ کرنا پڑے۔ سپاہی کو میدانِ جنگ میں نہ بھیج کر جنگ جیتنے کی امید رکھنا دیوانے کا خواب ہے، ہاں البتہ ضروری اسلحہ مہیّا کرنے سے نہ صرف جنگ جیتنے کی امید ہو سکتی ہے بلکہ یقین کی حد تک سپاہی کی حفاظت بھی ہو جاتی ہے۔ کیا حیاتِ انسانی خیر و شر کی جنگ نہیں ہے اس جنگ کو جیتنے کیلئے دو بڑے ہتھیار ہیں یعنی صبر و شکر۔ میں نے انہی ہتھیاروں سے کام لینے کا فیصلہ کیا ہے آپ میرے لئے ثبات کی دعا کیجئے۔ مولا اجر دے گا۔

فقط

آپ کا خیر اندیش

نصیر ہونزائی

جنابِ محترم شاہ زمان صاحب ڈورکھنڈ، ہونزا

یاعلی مدد! اگرچہ یہ سانحہ آپ اور آپ کے خاندان کیلئے بلکہ ساری قوم اور جماعت کیلئے بہت ہی بڑا ہے، کہ اس جہاز کے حادثہ میں بیک وقت آپ کے چھ عزیز افراد جان بحق ہوگئے، امرِالٰہی کے سامنے انسان کی کیا تدبیر ہوسکتی ہے، پس بہتر یہی ہے کہ اب صبر و شکر کا راستہ اختیار کیا جائے اور اس آیۂ کریمہ کی حکمت پر عمل کیا جائے کہ: "قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ" یعنی حقیقت میں ہم اپنی ذات کیلئے نہیں ہیں، بلکہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہیں، وہ ہمیں جس طرح استعمال کرے، اسی میں حکمت اور بہتری ہے اور اسی سے ہم کو دنیا و آخرت میں حق تعالیٰ کی قربت و نزدیکی حاصل ہوسکتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے قرب کیلئے قربانی کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ قربانی کا لفظ قرب سے نکلا ہے، اسی معنی میں قربانی ایک ایسی قیمتی چیز کو کہتے ہیں، جو خدا کی راہ میں اس کی قربت و نزدیکی کی غرض سے نکالی گئی ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ حقیقی مومنین سے دو قسم کی قربانی لیا کرتا ہے، ایک قربانی وہ ہے جو مومن سوچے سمجھے حال میں خدا کے حضور میں پیش کرتا ہے، دوسری قربانی وہ ہے، جو خدا تعالیٰ خود اپنی مرضی پر مومن سے لیا کرتا ہے، اگر اس دوسری قربانی کیلئے مومن صابر و شاکر رہے، تو یہ قربانی خدا کے نزدیک سب سے عظیم ہے۔

اس کے علاوہ اگر یہ حقیقت مان لی جائے، کہ روح کی لاانتہا زندگی کے مقابلے میں جسم کی دو روزہ زندگی نہ ہونے کے برابر ہے، ساتھ ہی ساتھ اگر اس بات پر بھی یقین رکھا جائے کہ مومن کیلئے دنیا میں رنج و غم کے سوا کچھ بھی نہیں اور آخرت میں اس کیلئے راحت ہی راحت ہے۔ پھر اس صورت میں ہمیں اس مختصر سی جسمانی

زندگی کی ناگوار تلخیوں کو ضروری طور پر برداشت کرنا ہوگا۔

پس دعا ہے کہ خدائے علیم و حکیم اس حادثہ میں گزرے ہوئے مومنین کی ارواح کو شہیدانِ راہِ اسلام کا درجہ عنایت فرمائے! اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق و ہمّت عطا فرمائے! آمین ثم آمین!!

فقط

آپ کا خیر اندیش

نصیر ہونزائی

۱۸؍دسمبر ۱۹۷۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

جنابِ محترم ماسٹر سلطان علی صاحب غُلکنی

یاعلی مدد! میں آپ اور آپ کے جُملہ خاندان کا نیز موکھی علی شفا صاحب اور غُلکِن کی نیک نام جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ آپ صاحبان نے مجھے اس جان گداز مصیبت پر ایک صبر آموز اور حوصلہ بخش تعزیت نامہ لکھا ہے۔

آپ اس حقیقت سے باخبر ہیں، کہ یہ دنیا دارُالفنا ہے دارُالبقا نہیں، اور ہم میں سے ہر ایک کو کسی بھی وقت یہاں سے کوچ کر جانا ہے، لہٰذا ہمیں موت کی اس تلخ حقیقت کو گوارا کرنا ہوگا۔

ہم پس ماندگان میں سے عزیزم ایثار علی کی والدہ کیلئے اپنے فرزندِ جگر بند کی مفارقت ناقابلِ برداشت نظر آرہی تھی، مگر ہم نے بفضلِ مولا صدہا نصیحتوں سے اس بارِ غم کو ہلکا کر دیا ہے۔

فقط

آپ کا مخلص

نصیر ہونزائی

۱۹/ دسمبر ۱۹۷۲ء

اس حادثہ کے جُملہ مصیبت زدہ خاندانوں کی خدمت میں

السّلام علیکم! حضرات میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ ان جوابی خطوط کی تیاری میں اب تک تماماً اپنی ہی مصیبت کا ذکر کرتے آیا ہوں، حالانکہ یہ میرا اسلامی اور انسانی فرض تھا کہ سب سے پہلے ان تمام قیمتی جانوں کی مجموعی موت کے بارے میں کچھ تحریر کرتا، جو یکایک اس حادثہ کا شکار ہو چکی ہیں۔

بہرحال مجھے اپنے درد کے قیاس پر آپ صاحبان کے درد کا بھی احساس ہے، لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں، کہ ہم سب اپنے اس دردِ بے درمان کا کوئی دوسرا علاج نہیں کر سکتے، بجز آنکہ ہم صبر و شکر کا رستہ اختیار کریں، بیشک خلقِ اوّلین و آخرین میں یہی ایک نسخہ رہا ہے، جو مرضِ مصیبت میں نہایت ہی مؤثّر ہے۔

صاحبان! آیئے ہم سب مل کر بارگاہِ ایزدی میں دعا و التجا کریں، کہ پروردگارِ عالم ہمارے ان عزیزوں کو، جو ہم سے جدا ہو کر عالمِ آخرت کو سدھارے ہیں، اپنے جوارِ رحمت میں مقام عنایت کرے! اور ہم سب پس ماندگان کو صبر و شکر اور عرفان و ایقان کی اعلیٰ توفیق و ہمّت عطا کرے!! آمین ثم آمین!!!

فقط

نصیر ہونزائی

۱۹/ دسمبر ۱۹۷۲ء

جناب حاجی عزیز محمد خان صاحب راولپنڈی

یا علی مدد! آپ کے تعزیتی خط کا شکریہ! بے شک میرا عزیز فرزند آپ کو بھی بہت عزیز تھا، لیکن موت کیلئے کیا چارہ ہوسکتا ہے۔ دنیا کی مصیبتوں کا آپ کو بھی خوب تجربہ ہے، اور کوئی انسان مصائب و آلام سے خالی نہیں، پس ہمیں اس قانونِ قدرت میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے، بلکہ ایسے امتحانات کے وقت صبر و شکر کر کے روحانی طور پر فائدہ اٹھانا چاہیے، جیسا کہ قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ اس مطلب کا تذکرہ موجود ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم یہ یقین کر سکتے ہیں، کہ جب ہم اس دنیا کی زندگی سے فارغ ہو جائیں گے، تو ہمیں روحانی عالم میں اپنے تمام عزیزوں کی ملاقات حاصل ہوگی، پھر ہم مایوسی میں کیوں روئیں۔

فقط

آپ کا روحانی بھائی

نصیر ہونزائی

۱۹ر دسمبر ۱۹۷۲ء

گلگت

۲۰/دسمبر ۱۹۷۲ء

عزیز الواعظ نظر شاہ صاحب گلمت

مولا آپ کو خوش رکھے! میرے عزیز فرزند کی حادثاتی موت پر آپ نے جس انداز سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے، میں اس سے آپ کی محبّت کا اندازہ کر سکتا ہوں، ایک فقیر کے پاس محبّت کے جواب میں دعا کے سوا اور کیا ہوتا ہے۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ مولا پاک آپ کو روحانی سکون عطا کرے!

جیسا کہ آپ نے آیتِ مبارکہ کا حوالہ دیا ہے، اگر ہمارا کوئی عزیز اپنے مرکز کی طرف لوٹتا ہے اور کامیاب لوٹتا ہے تو اس میں خوشی ہونی چاہئے نہ کہ رنج۔ آپ سب کو جو اس سانحہ کے وقت میری طرف نگران ہیں میرا پُرخلوص مشورہ ہے کہ ایسے مواقع پر صبر و شکر اظہارِ عبودیت کا بہترین ذریعہ ہے، میں مولا کی مرضی پر راضی ہوں آپ میرے لئے استقامت کی دعا کیجئے، مولا پاک مجھ ناچیز کو اس عظیم نعمت کا اہل ہونے کی توفیق بخشے! مجھ فقیر کی دعا ہے کہ مولا پاک ہر دردمند دل کو حقیقی راحت عطا فرمائے!

فقط

دعا گو

نصیر ہونزائی

گلگت

۲۰/دسمبر ۱۹۷۲ء

عزیزانِ محترم امیر گل صاحب و امیر احمد صاحب مِسگر

آپ کا ہمدردیوں بھرا تار موصول ہوا۔ دلوں کی قربت فاصلوں کی دوری مٹا دیتی ہے یہ ایک امرِ واقعہ ہے۔ اس ابتلا کے وقت آپ جیسے احباب کی ہمدردیاں میرے صبر و تحمل کی گرتی دیوار کیلئے عظیم سہارا ہیں۔

خدا کی کمالِ مہربانی کا یہ بھی ایک عظیم اظہار ہے کہ قوموں پر آنے والی ابتلا کی خبر پہلے ہی یا تو اجتماعی تکلیف کی صورت میں یا اس کے سرکردہ افراد پر ناگہانی آزمائشات کی شکل میں مل جایا کرتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ قومیں جو وقت اور حالات سے نصیحت پکڑتی ہیں۔ میں نے مختلف مواقع پر اپنی قوم کو آنے والے کڑے وقت سے خبردار کیا ہے۔ اب بھی میں یہی کہتا ہوں اے میری قوم ہوشیار! خبردار!! بندہ بہر حال بندہ ہے۔ مادّی طمطراق اور خورد و نوش کی آسائشوں کی خاطر اپنا منشائے تخلیق مت بھولو۔ دیکھو ایک دن اچانک ہم میں سے ہر ایک کو موت کا کڑوا گھونٹ پینا پڑے گا۔ اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ اے عزیزو! وہ وقت بہت ہی کٹھن ہے۔ مولا ہر مومن کو اس روز اپنے دامنِ عفو و کرم میں جگہ دے! آپ کی ہمدردیوں کیلئے بہت ہی شکر گزار ہوں۔

فقط

دعا گو

نصیر ہونزائی

گلگت

۲۰/دسمبر ۱۹۷۲ء

عزیز بھائی موکھی غلام قادر صاحب حیدر آباد

فرزندِ عزیز ایثار علی کی حادثاتی موت پر آپ نے جن دلی جذباتِ ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس پر میں آپ کا بہت ہی ممنون ہوں۔ اس خانۂ دُودر میں جو آیا ہے اسے یہاں سے جانا لازمی ہے اس پر رنج وغم بے معنی ہے۔ انسانی فطرت کی کمزوری بعض دفعہ ناگہانی صدمات پر ہمیں دل برداشتہ ضرور کر دیتی ہے۔ تاہم عقل کی کسوٹی پر جو انسانی شرف کا واحد سبب ہے حالات کو پرکھا جائے تو حقیقتِ حال واضح ہو کر سامنے آتی ہے۔ قرآن کہتا ہے: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا ۔ ہم کیسے اس حقیقت کو جھٹلائیں نعوذ باللہ من ذالک۔ ابراہیم نبیؑ سے اپنے نورِ نظر کی حلقوم پر چھری چلوائی اور فرمایا: اِنّیِ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً ۔ اس حکیمِ مطلق کی حکمتوں کا شمار کون کرے۔ روحانی طور پر مجھے ایک گونہ طمانیت محسوس ہوتی ہے کہ میں بھی اپنے محبوب کی نظر میں ہوں۔ میرا محبوب یہ نذرانہ قبول فرمائے اور مجھے اس دریا کو عبور کرنے کی ہمّت ودیعت فرمائے! میرے ساتھ آپ نے جو ہمدردی فرمائی ہے، مولا آپ کو اس کا اجر بخشے! آمین!

فقط

دعا گو

نصیر ہونزائی

گلگت

۲۰ر دسمبر ۱۹۷۲ء

عزیزِ من موکھی علی رہبر صاحب مرتضیٰ آباد

ارشادِ ربّانی ہے: وَکُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت جو پیدا ہوا ہے اسے آخر ایک دن مرنا بھی ہے۔ لیکن بعض دفعہ حیاتِ انسانی کا یہ لازمی نتیجہ کچھ اس طرح سامنے آتا ہے کہ یہ جانتے ہوئے کہ ایسا ہونا تھا انسان کچھ دیر اچنبھے میں پڑ جاتا ہے کہ ''ہائیں! یہ کیا ہوا؟'' مگر عزیزِ من! ہمیں بحیثیتِ بندگانِ پروردگار یہ فرمانِ خداوندی ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ع:

دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

پیارے ایثار علی نے جس انداز سے داغِ مفارقت دیا وہ ایک گران بار صدمہ تو ہے مگر روحانیت کی نظر سے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا منزلِ حقیقت آنا ہی چاہتی ہے۔ اور محبوبِ حقیقی پردۂ مجاز کی اوٹ سے بنظرِ امتحان مشاہدہ کر رہا ہے کہ جسے میں نے اپنے لئے چن لیا ہے وہ میری طرف سے امتحان و ابتلا میں کتنا ثابت قدم رہتا ہے۔ میں راضی برضا ہوں آپ ہی میرے لئے استقامت کی دعا کیجئے۔

آپ نے اس عظیم ابتلا کے وقت جس اپنائیت کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے وہ میرے لئے بہت تقویت کا باعث ہے۔ مجھ دل شکستہ فقیر کی دعا ہے کہ مولا پاک آپ کو اور تمام جماعت کو اپنے حفظ و امان میں رکھے! آمین! ع:

اور درویش کی دعا کیا ہے

فقط

دعا گو

نصیر ہونزائی

گلگت

۲۰؍دسمبر ۱۹۷۲ء

عزیزانِ من ولایت خان و نیّت شاہ مرتضیٰ آباد

اپنے روحانی بھائی کی ناگہانی مفارقت پر آپ نے جس اندازِ یگانگت سے اور جن خوبصورت الفاظ میں میری اور میری بیگم صاحبہ کی دلجوئی کی ہے۔ مولا پاک ہر دو جہان میں اس کا بدلا آپ کو مرحمت فرمائے!

یہ دنیا دارُالفرار ہے دارُالقرار نہیں۔ دل کی دھڑکن، گزرتے لمحات، بدلتے دن رات اور ماہ و سال کی گردش سے جو خاموش سبق ہمیں ملتا ہے جب ہم اس سے غافل ہو جاتے ہیں تو نظامِ قدرت جو بندوں پر بے انتہا مہربان ہے ایسے حوادثات کے ذریعے ہمارے سوتے ذہنوں کو جھنجھوڑ کر جگانے کا بندوبست کرتا ہے۔ بڑی سے بڑی ابتلا قدرت کی طرف سے بڑے سے بڑا انعام ہے۔ ہاں! البتہ دنیاوی بندھنیں ایسے مواقع پر ہمارے اذہان کو قدرے مکدّر ضرور کر دیتی ہیں۔ سو اس کیلئے ہمیں پروردگار سے معافی کا طالب ہونا چاہیئے۔

میں اپنے تمام عزیزوں، دوستوں، شاگردوں اور عموم جماعت کو ایسے مواقع پر صبر و شکر کی تلقین کرتا آیا ہوں۔ آج جب کہ میں خود امتحان میں ہوں تو آپ مجھ سے بہتر رویّہ اور مثالی کردار کی توقع کر سکتے ہیں میرے لئے دعا بھی کیجئے کہ مولا ہمّت عطا فرمائے! مولا پاک آپ سب کو حقیقی راحت و دائمی سکون عنایت فرمائے!

فقط

دعا گو

نصیر ہونزائی

گلگت

۲۰ / دسمبر ۱۹۷۲ء

بہت ہی پیارے مجیب!

پیارے ایثار نے اچانک اس طرح ہمیں چھوڑ دیا کہ بے ساختہ کہنا پڑا:-

ے جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے!

کیا خوب! قیامت کا بھی ہوگا کوئی دن اور؟

آپ نے جس اندازِ یگانگت سے ہماری دلجوئی کی ہے میں اس کی بہت قدر کرتا ہوں اور مرحوم کے بارے میں آپ نے جن اچھے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ مولا پاک آپ کو اس کا اجر بخشے! مگر میں آپ پر واضح کر دوں کہ انسان یہی کچھ نہیں ہے کہ ع :

پیدا ہوا، کھایا پیا، اور مر گیا

بلکہ حقیقت میں انسان وہ ہے جو مر کر جیئے، وہاں اس دائمی منزل میں جہاں ابدیت ہے، ایک لافانی عالم، جو انسان کی حقیقی آسودگاہ ہے۔ پھر یہ دنیا تو آنی جانی ہے اس کا کیا غم، اور جو عزیز اس دارِ محن سے جس قدر جلد چھٹکارہ پائے اسی قدر خوشی کا مقام ہے۔ البتہ بشر کی فطری کمزوری آڑے آتی ہے۔ آپ جیسے غمگساروں کی موجودگی میرے لئے بڑی تقویت کا باعث ہے۔ میرے لئے صبر واستقامت کی دعا کیجئے۔ مولا کی مرضی پر جان قربان! یہ میرے الفاظ نہیں ہیں بلکہ میرے دِلی جذبات کا اظہار ہے میں نے تو بہت پہلے کہہ دیا تھا:-

ے جا هیرسٹه مشغول گمَنس باکه یه آور

اُن خوش گمَنِس ناجه یه جا اَسُلوبَم اُ ڭگو

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

اگر میرے مولا کو میرے چمنِ زندگی کا بہترین پھول پسند آیا تو یہ میرے لئے فخر اور خوشی کا مقام ہے نہ کہ رنج اور افسوس کا:۔

بے وجہ نہیں گرمیٔ حالات میرے دوست
کچھ تو ہے پسِ پردہ نہاں میرے لئے بھی

آپ کی ہمدردیوں کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔آپ کی والدہ بھی بہت دعائیں دیتی ہے۔

فقط

دعا گو

نصیر ہونزائی

ISWLS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

میرے روحانی عزیزانِ مرتضیٰ آباد

یاعلی مدد! آپ کی ہمدردیوں اور غمگساریوں کا بہت بہت شکریہ! کہ آپ نے میرے مرحوم فرزند کی مغفرت اور ہمارے صبر واستقلال کیلئے بارہا دعائیں کی ہیں۔

جاننا چاہئے کہ حق تعالیٰ اپنے دوستوں سے سب سے پیاری چیز کی قربانی چاہتا ہے، تاکہ اس امتحان سے اس کی سچّی دوستی ثابت ہو جائے۔

ظاہر ہے کہ مومن اکثر اپنے آقا و مولا کیلئے فدا اور قربان جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے، لیکن جب کوئی قدرتی قربانی اور فدیہ واقع ہوتا ہے تو اس میں جزع و فزع کرنے لگتا ہے، پس کسی بھی موت پر کوئی افسوس نہیں، بلکہ انسان کی پست ہمّتی پر بہت افسوس ہے۔

فقط

آپ کا استاد

نصیر ہونزائی

۲۱/دسمبر ۱۹۷۲ء

بخدمتِ ممبران نامدار کونسل حیدر آباد۔ ہونزا

یا علی مدد! آپ صاحبان کی طرِف سے مجھے نامۂ تعزیت موصول ہوا، ماتم پُرسی اور اظہارِ افسوس کا بہت بہت شکریہ!

قرآنِ حکیم کے ارشادِ گرامی کے بموجب ہم اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، جب حقیقت یہی ہے اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں، تو بندۂ مومن کیلئے کسی عزیز کی موت پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے، جبکہ مومن کی موت اللہ تعالیٰ کی قربت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آپ صاحبان نے جس خلوص و محبّت سے میرے نورِ نظر کیلئے مقدّس عبادت خانہ میں دعائیں مانگی ہیں، میں اس کا ممنون ہوں، یقین ہے کہ آپ کی دعاؤں سے میرے عزیز فرزند کو ثواب اور مجھے صبر و سکون ملے گا۔

فقط

آپکا دینی خادم

نصیر ہونزائی

۲۱ر دسمبر ۱۹۷۲ء

بخدمتِ موکھی صاحب، کامڑیا صاحب
اور جماعتِ خرو کُشَل حیدر آباد

یا علی مدد! میرے فرزندِ دلبند کی جدائی پر آپ صاحبان نے جس دل سوختگی اور ہمدردی سے اظہارِ افسوس کیا ہے، میں اس کیلئے قلبی طور پر شکر گزار ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس صدمۂ جانکاہ میں میرا سخت امتحان ہو رہا ہے لیکن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہیں ہوں، کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ میں ایک حقیقی مسلمان اور امامِ زمان صلواتُ اللہ علیہ کے سچے مریدوں میں سے ہوں، لہٰذا میں حق تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر توکّل کرتا ہوں۔

آپ نے میرے عزیز ایثار علی کے حق میں جو بار بار دعا کی اور تسبیح پڑھی، اس کا صلہ و بدلہ خداوندِ تعالیٰ دونوں جہان میں عطا فرمائے گا۔

فقط

آپ کا اپنا

نصیر ہونزائی

۲۱/دسمبر ۱۹۷۲ء

میری عزیز جماعتِ بَر بَر حیدر آباد

یا علی مدد! آپ نے جناب غلام قادر کے توسّط سے مجھے جو تعزیت نامہ لکھا ہے اور جس یگانگت سے اظہارِ ہمدردی کیا ہے، میں اس کا دل و جان سے احسان مند ہوں۔ جیسا کہ آپ میرے متعلّق یہ توقع رکھتے ہیں، کہ میں اس ابتلا و آزمائش کے موقع پر صبر اور شکر سے کام لوں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ میں ایسا ہی کروں گا، کیونکہ میرے دین و دنیا کے فوائد اسی عمل میں پوشیدہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے پاک عقیدے کے مطابق میرے لختِ جگر کی مغفرت اور ثواب کیلئے دعائیں اور تسبیحیں پڑھی ہیں، یقین ہے کہ اس کے اجرِ عظیم میں سے آپ کو بھی ایک بڑا حصّہ ملے گا۔

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

۲۲ر دسمبر ۱۹۷۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بخدمتِ شاہین والینٹیئرز حیدر آباد۔ ہونزا

یا علی مدد! مجھے سب سے پہلے آپ کی دینی خدمات کا اعتراف کرنا چاہئے کہ آپ کے کارنامے بے مثال ہیں، بعد ازان میں صمیمیّتِ قلب سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اور حیدر آباد کی تمام جماعت نے میری اس مصیبت کے موقع پر نہ صرف دعائیں پڑھی ہیں، بلکہ ساتھ ہی ساتھ ہمدردی اور شرکتِ غم کے خطوط بھی بھیجے ہیں۔

میں آپ کی امید کے مطابق ان شاء اللہ تعالیٰ صابر وشاکر رہوں گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے اسی میں مومن کی بہتری ہے، ہمیں دنیا کے مقابلے میں آخرت کی زیادہ ضرورت ہے، پس حصولِ آخرت کیلئے ایک عزیز پچیس سالہ جوان بیٹے کی قربانی ضروری ہوئی۔

آپکا دعا گو فقیر
نصیر ہونزائی
۲۳/دسمبر ۱۹۷۲ء

محترم عباداللہ بیگ صاحب گلگت۔ ہونزا نیشنل گڈز ٹرانسپورٹ کمپنی راولپنڈی

السلام علیکم و یا علی مدد! میں آپ کا نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ عملی ہمدردی میں کوئی کسر فروگزاشت نہیں کی، بے شک ایک حقیقی مومن کا شیوہ وشعار ایسا ہی ہونا چاہئے، میں آپ کے ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ جماعت اور بنی نوع انسان کی خدمت کرنا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔

فی الواقع پیارے ایثار علی کی اچانک موت سے اس کے والدین اور اقربا کیلئے بہت بڑا صدمہ ہوا، لیکن جب ہم حقیقت کی روشنی میں دیکھتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ جسمِ خاکی فانی ہے اور روحِ پاک باقی ہے، اور طائرِ روح کے قفسِ عنصری کو چھوڑنے کا وقت کسی کو معلوم نہیں، پس اگر ہم روحانیت کے قائل ہیں، تو ہمیں اپنے عزیز فرزند کی روحانی ملاقات پر یقین رکھنا چاہئے۔

آپ کا روحانی بھائی

نصیر ہونزائی

۲۳ر دسمبر ۱۹۷۲ء

محترم میر جہان شاہ صاحب
نیشنل گڈز ٹرانسپورٹ کمپنی

یاعلی مدد! میں آپ کے مکتوب کا شکر گزار ہوں، جو میرے غم کو کم کرنے کی غرض سے لکھا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:" لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ "یعنی تم خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی سخت ترین مصیبت میں بھی خدا کی رحمت سے مایوسی نہ ہونی چاہئے، چنانچہ اگر ہم پس ماندگان میں سے کوئی فرد اس لئے روتا ہے کہ اب ایثار علی کا دیدار نہ ہوگا، تو یہ خیال آیۂ مذکورۂ بالا کی رو سے غلط ہے کیونکہ آیت بزبانِ حکمت اعلان کر رہی ہے کہ اللہ کی رحمت سے عزیزوں کی ملاقات ہونے والی ہے، اور وہ روحانی عالم میں ہوگی۔

فقط
آپکا مخلص
نصیر ہونزائی
۲۴ر دسمبر ۱۹۷۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

بخدمتِ شناکی جماعت مقیم کراچی،

ممبران شناکی ملٹی پرپز سوسائٹی کراچی

یاعلی مدد! آپ روحانی بھائیوں نے جس ہمدردی اور اخوّت سے میری ماتم پُرسی کی ہے، میں اس کا واجبی طور پر شکریہ ادا نہیں کرسکتا ہوں، خداوندِ تعالیٰ خود آپ کو اس نیکی کا اجر عطا فرمائے گا۔

اگرچہ میرے نورِ نظر ایثار علی نے اپنی جدائی سے میرے ناچار دل کو پارہ پارہ کردیا ہے، تاہم حکمِ مولا کے سامنے سرِ تسلیم خم کررہا ہوں، البتہ یہ امتحان میرے لئے لازمی تھا، کیونکہ میں نے مولا کی عاشقی کا دعویٰ کیا تھا، اور میں نے یہ راستہ آسان سمجھا تھا، بقولِ حافظ شیرازی کہ عشق آسان نمود اوّل ولی افتاد مشکلہا۔

فقط

آپکا دعاگو

نصیر ہونزائی

۲۴ ردسمبر ۱۹۷۲ء

بخدمتِ موکھی صاحب، کامڑیا صاحب اور

جماعتِ مرکزی جماعتخانہ ہونزا حیدرآباد

یا علی مدد! آپ کا تعزیت نامہ موصول ہوا، جس میں میرے جگر پارہ فرزند ایثار علی کے حادثۂ جان گُسل پر اظہارِ افسوس کیا گیا تھا، میں آپ کے اس نامہ کا احسان مند ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پیارے ایثار علی کی جدائی ہمیں بہت ستا رہی ہے لیکن اس زخمِ دل کا مرہم صبر اور شکر کی صورت میں ہے اس کے سوا اور کوئی دوا نہیں۔

صبر اور شکر حقیقی معنوں میں ہو، تو فی الواقع مرہم ہی ہے، ورنہ سطحی صبر و شکر سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔

آپکا

ایک علمی خادم

نصیر ہونزائی

۲۴ر دسمبر ۱۹۷۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

میری روحانی بہنیں لیڈی والینٹیئرز حیدر آباد ہونزا

یاعلی مدد! آپ مہربان بہنوں نے جن الفاظ میں مجھے تعزیت نامہ لکھا ہے، اور جس اخلاص سے دعا کی ہے، میں اس کا شکر گزار ہوں۔

اگرچہ جوان لڑکے کی اچانک موت ہر انسان کیلیئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے، تاہم حقیقی مومن کو تسلیم و رضا پر عمل پیرا ہونا چاہیئے، چنانچہ میں اس بڑی آزمائش میں پروردگارِ عالم سے عاجزانہ دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور میرے خاندان کو صبر و ثبات کی توفیق و ہمّت عنایت فرمائے! ہم میں سے کسی کی زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکلے جو خداتعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے!

شکر ہے کہ محبوبِ حقیقی نے میری مسرّتوں کے گلشن سے ایک تازہ گلاب کے پھول کو پسند فرمایا۔

آپکا

روحانی بھائی

نصیر ہونزائی

۲۴ر دسمبر ۱۹۷۲ء

بخدمتِ جناب صدر و جناب سیکریٹری

نامدار لوکل کونسل علی آباد ہونزا

یا علی مدد! آپ صاحبان نے اپنی نامدار کونسل اور نیکنام جماعت کی جانب سے مجھے جس ہمدردی اور دلسوزی سے تعزیت نامہ لکھا ہے، میں اس کا شکر گزار ہوں۔

جیسا کہ آپ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، پس اگر خدا تعالیٰ اپنی کسی امانت کو واپس لیتا ہے، تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے، مجھے شکر کرنا چاہئے کہ ایک امانت پھول پچیس سال تک میری خوشیوں کے گلشن کی زینت بنا رہا۔

اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ روحانی عالم ایک ایسا مقام ہے جہاں ہمیں اپنے تمام عزیزوں کی ملاقات میّسر ہونے والی ہے، پھر ہمیں اس ابتلا میں صبر و شکر کرنا ازبس ضروری ہے۔

فقط

آپ کا قومی خادم

نصیر ہونزائی

۲۴/دسمبر ۱۹۷۲ء

عزیزم درویش علی حیدر آباد ایمان زیاد باد!

بعد دعائے یا علی مدد واضح آنکہ عزیز کا خط ملا اور آپ کی ہمدردیوں کا شکریہ ادا کیا، ظاہر ہے کہ آن عزیزان ہماری خوشی میں خوش اور ہمارے غم میں غمگین ہوتے ہیں، جس کی وجہ آپ کا دین اور ایمان ہے، خداوندِ عالم جُملہ عزیزوں کے نورِ ایمان میں اضافہ فرمائے! آمین!!

ثانیاً معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص مومنی اور عاشقی کا دعویٰ کرتا ہے، خدا تعالیٰ اس سے طرح طرح کا امتحان لیا کرتا ہے، تاکہ ظاہر ہو جائے کہ وہ شخص فی الواقع مومن و عاشق ہے یا جھوٹا مدعی۔

فقط

آپکا دعاگو

نصیر ہونزائی

۲۵/دسمبر ۱۹۷۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عزیزم صحت علی کراچی ایمان زیاد باد!

یا علی مدد! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، نیز عزیزانم سلیمان شاہ، صفت خان، علی مدد، مولا مدد، شیر اللہ، شاہ غریب، محمد ضمیر، مبارک شاہ، احمد بیگ وغیرہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ عزیزوں نے میرے فرزندِ جگر بند کے انتقالِ پُر ملال پر افسوس اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

آپ عزیزان سے پوشیدہ نہیں کہ حقیقی مومنوں سے ایسے امتحانات لیے جاتے ہیں، تا کہ ظاہر ہو جائے کہ مال و اولاد پیاری ہے یا کہ خدا کی خوشنودی عزیز ہے۔

یہ مجھ سے نہ پوچھا جائے کہ ایثار علی مجھے کس قدر عزیز تھا، مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہئے کہ میرے خزانوں میں سے ایک گرانقدر خزانہ خدا کی راہ میں صرف ہوا، جبکہ اولاد سے بڑھ کر کوئی چیز قیمتی نہیں۔

فقط

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

۲۵/دسمبر ۱۹۷۲ء

محترم کامڑیا ایوب صاحب مِسگر

یا علی مدد! آپ نے جن پیارے الفاظ میں ہمیں تعزیت نامہ لکھا ہے اور جس ہمدردی سے اظہارِ افسوس کیا ہے، ہم اس کے شکر گزار ہیں، دعا ہے کہ پروردگارِ عالم آپ کو، آپ کے عزیزوں کو اور تمام جماعت کو دونوں جہان کی کامیابی عنایت فرمائے! آمین!!

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سانحہ ہمارے لئے بہت بڑا ہے، کیونکہ ایثار علی ہمارے جگر کا ٹکڑا تھا اور دل کا پیوند، لیکن اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو ہمیں مولا کی خوشنودی اس سے زیادہ عزیز اور عظیم ہونی چاہیئے۔

ایک دین شناس شخص کی حیثیت سے مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیئے، کہ اس نے امتحان کیلئے مجھے انتخاب فرمایا اور قربانی کیلئے میرے پیارے نوجوان بیٹے کو۔

فقط

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۲۵/دسمبر ۱۹۷۲ء

جناب غلام محمد خان صاحب نمائندۂ جماعتِ مسگر

یا علی مدد! میرے اس غم والم کے موقع پر آپ نے مسگر کی نیکنام جماعت کی طرف سے جس شانِ اخلاص ومحبّت اور ہمدردی سے خط لکھا ہے اور جس شفقت والفت سے میری تسلّی وتشفّی کی گئی ہے، میں اس کیلئے شکرگزار ہوں۔

برادرِ محترم! جیسا کہ آپ پر یہ حقیقت روشن ہے، کہ معشوقِ حقیقی اپنے عاشقوں سے ایک محبوب ترین چیز کی قربانی طلب کرتا ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے اپنے عزیز اسماعیل علیہ السّلام کی قربانی اسی اصول کے مطابق مانگی گئی تھی، پس مجھے شکرگزار رہنا چاہئے، کہ مجھ سے بھی اپنی حیثیت کے مطابق ایک قربانی طلب کی گئی۔

دعا ہے کہ خداوندِ عالم تمام جماعت کو دین ودنیا کی کامیابی اور سُرخروئی عطا فرمائے! آمین یاربّ العالمین!!

فقط

آپکا بھائی

نصیر ہونزائی

۲۵/دسمبر ۱۹۷۲ء

جناب صدر صاحب لوکل کونسل گلمت ۔ ہونزا

یا علی مدد! میں آپ کا اور آپ کی کونسل کے جُملہ اراکین کا نیز آپ کی متعلّقہ جماعتوں کا شکر گزار ہوں، کہ آپ نے ان تمام کے احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے میرے دردِ فراق میں مجھ سے ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔

اے میرے دیرینہ دوست! میرا دل تو فطری طور پر اپنے عزیز فرزند کی جدائی کے خنجر سے پارہ پارہ ہو چکا ہے، اور اگر میں اپنی اندرونی کیفیت بیان کروں، تو دنیا کا سب سے بڑا سنگِ دل انسان بھی رونے پر مجبور ہو جائے گا، لیکن آپ یقین کیجئے کہ میں نے اس سانحہ سے بہت پہلے اپنے خداوند سے عہد کر لیا ہے کہ میں دنیا کی کسی بھی مصیبت پر ہرگز آنسو نہ بہاؤں گا، پس الحمدللہ میں اپنے عہد پر قائم ہوں، یہ مہربانی اس ذاتِ اقدس کی ہے، جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے، ہاں اس میں شک نہیں کہ میں جب بھی موقع ہو خدا کے حضور میں درویشانہ انداز میں گریہ وزاری کرتا رہتا ہوں، یہ میری روحانی آبادی کیلئے بارانِ بہار کا حکم رکھتی ہے۔

فقط

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۲۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء

میرے عزیز ماسٹر صاحب علی پناہ گلمت۔ ہونزا

یا علی مدد! آپ نے جو مجھے تسلّی وتسکین کیلئے خط لکھا ہے۔ میں اس کا ممنون و شکرگزار ہوں، پروردگارِ عالم آپ کو دینی اور دنیاوی طور پر کامیابی عطا فرمائے!

امید ہے کہ آپ میری باتوں پر اعتماد کریں گے، کہ میں ایک درویش آدمی ہوں، اور سچے درویش کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی مصیبتوں کا متحمل بنا دیتا ہے، چنانچہ میں اپنے جوان اور خوبصورت بیٹے کی ناگاہ موت کے سنگین بوجھ کو صبر وشکر کے ساتھ اٹھا رہا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے متعلّق قوم وجماعت کی نیک دعا سن لی ہے۔

آپ اپنے قبلہ اور خاندان کے ہر فرد کو میری دعا اور تسلیم پہنچا دیں اور محترم غلام الدّین صاحب کو بھی اسی طرح سے۔

خداوندِ تبارک وتعالیٰ جُملہ جماعت کو دین ودنیا کی کامیابی اور سربلندی عطا فرمائے! کہ اس نے ہر موقع پر اس درویش سے تعاون کیا۔

آپکا دعاگو

نصیر ہونزائی

۲۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

برادرِ محترم دولت شاہ صاحب بَر بَر حیدر آباد

یا علی مدد! آپ نے جس دلسوزی اور ہمدردی سے مجھے تعزیتی خط لکھا ہے اور جن ناصحانہ الفاظ میں خطاب کیا ہے، میں اس کیلئے بیحد ممنون ہوں، ہمشیرہ صاحبہ کو ہمارے متعلّق یقین دلانا کہ ہم صابر وشاکر ہیں۔

واضح رہے کہ معشوقِ حقیقی نے میری خوشیوں کے باغ سے ایک ایسے خوبصورت اور خوشبودار پھول کو چن لیا، جو نہ تو غنچہ تھا اور نہ مرجھایا ہوا، بلکہ پوری طرح سے کھل گیا تھا، پھر کیا میں اپنے معشوق کے اس انتخاب پر کوئی اعتراض کرسکتا ہوں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

اے پروردگار! میرے اس روحانی پھول کو جنّتُ الفردوس کے پھولوں کے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تروتازہ رکھنا! اور ہمیں فردائے قیامت اس کے رنگ و بُو سے مستفیض ہونے کی سعادت بخشنا! اے خداوندِ عالم! جُملہ جماعت کی نیک مرادیں پوری کردے! آمین یاربّ العالمین!

فقط

آپکا بھائی

نصیر ہونزائی

۲۶/دسمبر ۱۹۷۲ء

محترم کامڑیا دولت علی صاحب۔ بلتِت ہونزا

یاعلی مدد! آپ کا نوشتہ جو میرے زخم خوردہ دل کی تسکین کیلئے تھا، موصول ہوا۔ میں صمیمیّتِ قلب سے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں، خدائے حکیم آپکو نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے!

آپ نے مشہور انبیاء علیہم السّلام کے حالاتِ زندگی کا خوب مطالعہ کیا ہے، جبکہ ان حضرات میں سے ہر ایک کی زندگی ہمارے لئے ہدایت نامۂ عمل کی حیثیت سے ہے، پس پیغمبروں کی مجموعی زندگی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ انسان کی دنیاوی اور جسمانی زندگی مصائب و آلام سے کبھی خالی نہیں ہوسکتی ہے، لہٰذا ہمیں اس نقصان پر نالان نہ ہونا چاہئے، بلکہ صبر اور شکر جیسے اوصاف کو اپنانا چاہئے۔

میں پوری قوم اور جماعت کا شکر گزار ہوں، کہ میرے مرحوم بیٹے کیلئے جگہ جگہ دعائیں مانگی گئیں۔

آپکا بھائی

نصیر ہونزائی

۲۶/دسمبر ۱۹۷۲ء

عزیزم ولایت علی (برادر زادہ) کراچی

یا علی مدد! عزیز کا تعزیتی خط موصول ہوا، اظہارِ ہمدردی کا بہت شکریہ! جاننا چاہئے کہ درجۂ اوّل کی بلائیں انبیا وائمّہ علیہم السّلام پر آتی ہیں، اس کے بعد بزرگانِ دین اور حقیقی مومنین پر، الحمدللہ کہ اگر خدا کو منظور ہوا تو ہم بھی آج ان مومنین میں سے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ امتحان لیا کرتا ہے، پھر صبر وشکر کے بعد ان کو نوازتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں، آج اگر ان میں سے ایک نعمت امتحاناً ہم سے واپس لی گئی، تو پھر بھی ہمارے پاس بہت سی نعمتیں موجود ہیں، پس ہمیں شکر کرنا چاہئے تاکہ ان باقی ماندہ نعمتوں میں برکت پیدا ہو۔

فقط

آپ کا چچا

نصیر ہونزائی

۲۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء

جنابِ عزّت مآب وزیر امیر علی صاحب کریم ابراہیم کراچی

یا علی مدد! میرے جگر پارہ فرزند کے انتقالِ پُر ملال پر آپ نے جس شانِ شفقت و محبّت اور جن معنی خیز الفاظ میں اظہارِ ہمدردی فرمایا ہے، میں اس کیلئے بہت ہی شکر گزار ہوں۔

جنابِ عالی! میں اپنے ان احساسات کی بابت جو اس وقت مجھ میں پائے جا رہے ہیں، اظہارِ خیال کرنا چاہتا ہوں کہ انسان تو انتہائی درجے کی ایک حسّاس مخلوق ہے، حیوان بھی اپنی اولاد کی جدائی سے رنج و غم محسوس کرتے ہیں، لہٰذا فطرتاً یہ لازمی تھا کہ اپنے عزیز جوان بیٹے کی اچانک موت سے ہم پر رنج و غم کا ایک عظیم پہاڑ ٹوٹ پڑے، لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنا کرشمہ دکھاتی رہتی ہے، چنانچہ ہم نے اس کمر شکستگی کے عالم میں تائیدِ غیبی کیلئے دعا کی، پس اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہماری اور جملہ مومنین کی دعا قبول ہوئی، کہ ہم بھی صحیح معنوں میں صبر و شکر کرنے لگے۔

امید ہے کہ ہم اپنی زندگی کے آخری ایام تک حسبِ معمول اپنے دینی فرائض کی انجام دہی کرتے رہیں گے، ہمارے لئے مزید دعا کیجئے۔

فقط

آپکا تابعدار

نصیر ہونزائی

۲۷/دسمبر ۱۹۷۲ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

گلگت

۲۸/ دسمبر ۱۹۷۲ء

برادر دوست و محترم آقائ دارا بیگ صاحب روزگارتان خوش باد!

نمی توانم احوالِ خود را شرح دہم ومآل این صدمۂ جانکاہ را بیان کنم۔ آرے از وصالِ ناگہانئ لختِ جگرم جگرم لخت لخت شدہ و جنگ فلک ناہنجار کہ ہموارہ پے جورِ بے سبب میگردد برجانِ منِ ناتوان سخت تر از سخت ۔ مگر بااینکہ براستخوان ہائے پیرم بارے بس گران افتادہ مطمئنم، بدو وجہ، اوّل این کہ این دنیا را بقائے نیست ہرکہ درین خانۂ دُو در آمدہ باید کہ روزے ازین جا برود و بقولِ سعدی:-

من این جا دیر ماندم خوار گشتم
عزیز از ماندنِ دائم شود خوار

ہرکہ دیرتر زید خوارتر گردد بقولِ خدائے تعالیٰ: **وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ**۔ از روئ عقل ہرکہ ازین جا زودتر برود از خوارئ بسیار ایمن میگردد۔ من سپاس میگوئم خداوندِ عالمین را کہ عطیۂ کہ بصورتِ پسر برمن ارزانی فرمودہ بود۔ پیشتر ازین کہ ناشکرئ درین خصوص از من سر زد گردد دادۂ خود را بخود بازگرفت و ہمچنین دو نعمت مزید برین بندۂ سرافگندۂ خود عنایت نمود کہ رہاند مرا از

ناشکریٔ عطاو فرزندِ مرا از ازدیادِ خطا که بصورتِ زندگانی درین عالمِ فانی واجبِ انسان است۔

دوم اینکه سرکار سلطان محمد شاہ روحنا فداہٗ فرمودہ است ''خوش نصیب است کسے کہ اندرین عالم دوستانِ غمگسار دارد کہ ایشان وقت تنگی از حال او بیخبر نمی مانند و پیٔ چارۂ آن میکوشند''۔ برادران ودوستان مثل شما برائ یکی ہمچو منِ پامالِ غم عطائے الٰہی ہستند۔ من نمی توانم جزائے این غم خواری را بدہم۔ خدائے تان دہاد! وصدگونہ دہاد!! از شما دعائے صبر و استقامت را جویانم و ہمشیرۂ خویش را بیشتر ازین چہ گویم کہ:-

درین دنیا کسی بے غم نباشد
اگر باشد بنی آدم نباشد

فقط

برادرغمزدۂ تان

نصیر ہونزائی

محترم ایکس حوالدار شاہ زرّین صاحب تمغۂ جرأت بلتِت

یا علی مدد! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری اس مصیبت پر بڑی ہمدردی سے اظہارِ افسوس کیا ہے اور صبر وسکون کا مشورہ دیا ہے۔

آپ کا فرمانا بجا ہے، کہ چند سال قبل آپ سے بھی انتہائی سخت امتحان لیا گیا تھا، ایک بار نہیں دو بار، آپ کی دوسری مصیبت پر میں نے ذیل کے اشعار کہے تھے جن کے معنی میں میری طرح کے مصیبت زدہ انسانوں کیلئے کافی نصیحت وعبرت موجود ہے، وہ عنوان اور اشعار یہ ہیں: پیغام از زبانِ حالِ نیّت زرّین (۱۹۳۶-۱۹۶۸) بہ پدرِ گرامی شاہ زرّین صاحب تمغۂ جرأت:-

(۱) رُوح را بشناس و تن را درگذار
تا شوی در ہر دوعالم کامگار

(۲) من کہ روحم جسم را بگذا شتم
تا رسم در روضۂ دار القرار

(۳) تو مرا فردا بہ بینی اے پدر
اشکِ غم از دیدۂ حسرت مبار

(۴) نیستم امروز ہم از تو جدا
درخیال وخواب تو اے غمگسار

(۵) پیش و پس اولادِ تو خدّامِ تو
زان توئی دراین وآن چون شہر یار

(۶) پس چراغمگین شوی اے شیر مرد
رحمتِ حق چون بُود انجامِ کار

(۷) ای پدر گر خیرِما خواہی مدام
در دعائے خیر مارا یاد دار
(۸) از زبانِ حالتِ نیّت زرّین
این نصیحت باد دائم یادگار

ترجمہ: (۱) روح کو پہچان لے اور جسم کو چھوڑ دے، تاکہ تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائے۔

(۲) میں نے جو روح ہوں جسم کو چھوڑ دیا، تاکہ میں دارُالقرار (جنت) کے باغ میں پہنچ سکوں۔

(۳) اے میرے باپ! تو مجھے کل (قیامت کے دن) دیکھے گا، غم کے آنسو حسرت کی آنکھ سے نہ بہا۔

(۴) آج بھی میں تجھ سے جدا نہیں ہوں، تیرے خیال اور خواب میں اے غمخوار!

(۵) تیرے آگے اور پیچھے یعنی دنیا و آخرت میں تیری اولادیں تیرے خدمت گار ہیں، اس لئے تو دونوں جہان میں پادشاہ کی طرح ہے۔

(۶) اے شیر مرد! پھر تو کیوں غمگین ہے، جبکہ اس کام کا نتیجہ خدا کی رحمت ہے۔

(۷) اے باپ! اگر تو ہمیشہ ہماری بہتری چاہتا ہے، تو نیک دعا میں ہمیں یاد رکھنا۔

(۸) نیّت زرّین کی زبانِ حال سے، یہ نصیحت ہمیشہ کیلئے یاد رہے۔

خلاصۂ مطلب یہ ہے، کہ جسم کی کوئی اہمیّت نہیں، اصل حقیقت روح ہے، روح ہی بہشت میں پہنچ سکتی ہے، کسی عزیز کی موت پر افسوس وغم کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ قیامت کی ملاقات برحق ہے، اس حیات میں بھی روح ہمارے ساتھ ہے، یہ مومن کی خوش بختی ہے کہ کچھ اولادیں اس کے آگے بھی جائیں، متوفی کے حق میں دعا ضروری ہے۔

فقط

آپکا روحانی بھائی

نصیر ہونزائی

۳۰/دسمبر ۱۹۷۲ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

محترم نائب صوبیدار صاحب نظر صاحب عطا آباد

یا علی مدد! آپ کی جانب سے تعزیت نامہ موصول ہوا، میری اس مصیبت کے متعلّق آپ نے اظہارِ افسوس و ہمدردی کیلئے جو مشفقانہ الفاظ استعمال کیے ہیں اور جس محبّت و یگانگت سے نیک مشورے اور دعائیں دی ہیں، میں ہمیشہ اس کا احسانمند رہوں گا۔ میں اس وقت اپنے مافی الضّمیر کو واضح کر دینا چاہتا ہوں، کہ انسانی فطرت کے نزدیک دنیا میں اولاد سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں ہوسکتی ہے، خصوصاً ایک جوان، ہوشیار اور خوبصورت بیٹا! لیکن حقیقی مومن کے نزدیک بموجب یہ قول: ''امرِ مولا از ہمہ اولیٰ'' مولا کا حکم ہر چیز سے برتر اور عزیز تر ہے، الحمدللہ میں خود بھی یہی عقیدہ رکھتا ہوں۔

دعا ہے کہ خداوندِ برتر و توانا ساری قوم اور جماعت کے افراد کو دونوں جہان کی سعادتمندی عطا فرمائے! کہ انھوں نے اس موقع پر میرے مرحوم فرزند کے ثواب کیلئے کچھ دعائیں کی ہیں۔

فقط

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۳۰ر دسمبر ۱۹۷۲ء

مومنینِ بایقینِ جماعتِ خیرآباد (رامنج)

یا علی مدد! آپ حقیقی مومنین نے میرے فرزندِ دلبند کی ناگہانی موت پر جس جذبۂ ہمدردی سے متاسّفانہ پیغام بھیجا ہے اور جس خلوصِ ایمانی سے دعا و نصیحت کی ہے، میں اس کا ہمیشہ معترف اور شاکر رہوں گا۔

اے میری عزیز قوم! اس میں کوئی شک نہیں، کہ میرا ایثار علی مجھے بہت ہی عزیز تھا، اتنا عزیز کہ میں بیان نہیں کر سکتا، لیکن خدا اور رسول صلعم اور ائمّۂ اطہار علیہم السّلام کی ان پُرحکمت ہدایتوں سے میں کس طرح چشم پوشی کر سکتا ہوں، جو مصائب و آلام میں صابر و شاکر رہنے کیلئے فرمائی گئی ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی یہ مشہور ہدایت: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ یقیناً ہم اللہ کے ہیں اور یقیناً ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یعنی ہم اللہ کی ملکیت ہیں وہ ہمیں جس طرح استعمال کرے اسی میں ہماری بہتری ہے اور اسی سے ہم دنیا اور آخرت میں اللہ کے نزدیک ہو سکتے ہیں۔

فقط

آپکا دعاگو

نصیر ہونزائی

۳۰/دسمبر ۱۹۷۲ء

گلگت

۳۱ر دسمبر ۱۹۷۲ء

عزیز بھائی غلام محمد جی!

ہاں! ہونہار جوان سال بیٹا ایک باپ کیلئے جس پر بیک وقت کئی ذمّہ داریاں لاگو ہوں نہ صرف عزم وہمّت کی ڈھال ہے آلامِ زمانہ سے مقابل ہونے کیلئے بلکہ ایک ایسی دودھاری تلوار بھی ہے جو ایک طرف اغیار کی مخاصمانہ نگاہوں کو اپنی چمک سے خیرہ کردیتی ہے تو دوسری طرف مختلف ذمّہ داریوں کا بوجھ اٹھا کر ایک رُوبہ پیری باپ کیلئے یادِ خدا کیلئے یکسوئی کے اوقات مہیّا ہوجاتے ہیں، جو ایک انسان کیلئے حقیقی نعمت ہیں۔

مگر میرے عزیز! مالک فرماتا ہے: عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ (۲۱۶:۲)۔ میرے لختِ جگر کی ناگہانی موت میری کمرِ ہمّت پر ضرب کاری ضرور ہے مگر میں نے عزم کرلیا ہے کہ اس چوٹ کو سہا جائے نہ صرف یہ بلکہ صبر وشکر کے مرہم سے اس چوٹ کا مداوا بھی کیا جائے۔ الرّحمٰن الرّحیم خدا کو اپنے بندوں کا بھلا ہی مطلوب ہوتا ہے، مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا میرا پیارا ایثار میرے آس پاس کہیں موجود ہے اور چپکے چپکے، ہولے ہولے، مجھے ایثار وقربانی کی تلقین کررہا ہے اور کہہ رہا ہے، ''ابو! آپ نے ایک دن کہا تھا کہ سفرِ زندگی میں مرد کی نظر ہمالیہ کی چوٹی پر ہونی چاہئے۔ کہا تھا نا ابو! مجھے وہ بات ہمیشہ یاد رہی۔ دیکھیے نا! امّی کی نرم اور گرم گود سے میں نے جس سفر کا آغاز کیا تھا، اسے یخ بستہ برف پوش پہاڑوں کے پتھریلے آغوش میں انجام کو پہنچایا۔ ابو! سچ ابو! اس دنیا میں میری آخری نظر نانگا پربت کی سب سے اونچی چوٹی پر تھی۔ ہاں! مجھے یاد ہے آپ نے پھر ایک دن کہا تھا انسان اس دنیا میں

سیکھنے اور سکھانے کیلیئے آیا ہے۔ ابو! میری جانکاہ جدائی نے آپ کو جو سبق دیا ہے کیا اسے آپ صبر واستقلال کا مظاہرہ کر کے دوسروں کو جو اس وقت آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں نہیں سکھائیں گے؟ میرے اچھے ابو!" احساسات کے سمندر میں طوفان اٹھتا ہے جس میں ڈولتی ہوئی میرے صبر و ہمّت کی کشتی ڈوبتے ابھرتے، ڈوبتے ابھرتے، دور، بہت دور جذبات کے افق کے اس پار نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے، اور سکوت کے اس عالم میں جبکہ دل کی دھڑکن تک سنائی دیتی ہے میری سوچوں کی رسّی کا آخری سرا بھی گم ہو جاتا ہے۔ اور پھر دل کے ساز پر وہ لاہوتی دھن چھڑ جاتی ہے۔ جس سے روح جھوم اٹھتی ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَ بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ (۲:۱۵۵-۱۵۶)۔

جذبات کے رَو میں مجھے یاد ہی نہیں رہا آپ کا تعزیتی تار ملا تھا۔ تار نہیں تھا ہمدردیوں اور اظہارِ برادری کا ایک دیوان تھا جس سے میری بہت ہمّت بندھی۔ مولا پاک آپ کو اجر بخشے! آمین!

فقط

آپکا بھائی

نصیر ہونزائی

گلگت

۳۱ / دسمبر ۱۹۷۲ء

ضیاء

پیارے!

غالب نے کہا ہے:۔

کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیرِ نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

موت سے مفر نہیں مرے بغیر گذر نہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ زندگی کا انجام موت ہی ہے دل اس حقیقت کا سامنا کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ مرنے والا چین سے مرجاتا ہے مگر اپنے پیچھے غم و آلام کے وہ بگولے چھوڑ جاتا ہے جو آن کی آن میں برسوں کی بڑی محنت اور شوق و آرزو سے سجائی ہوئی زندگی کو تہ و بالا کر چھوڑتے ہیں۔ تمہارے ماموں زاد بھائی کی موت نے میری بوڑھی کمر پر جولات ماری اس کا درد تم سے زیادہ کون محسوس کریگا۔ تم میری ماں جائی کے نورِ نظر ہو نا آخر:۔

پَیر میں جب چُبھ جائے کانٹا آنکھ بچاری روتی ہے
پھانس سا جب لگ جائے دل میں آنکھ بچاری روتی ہے
سارے بدن کا درد اسی کو رونے پر مجبور کرے
ہر تکلیف میں ہر مشکل میں ... آنکھ بچاری روتی ہے

مگر میرے عزیز! جب انجامِ کار فنا ہے تو اس کیلئے آہ و بکا کیوں؟ غم پالنے

سے بڑھتا ہے اور پھر کوئی فائدہ بھی تو نہیں دیتا۔ کیوں نہ ایسی فضول چیز کو صحرائے نسیان میں دل بدر کر دیا جائے۔ سندِ فضیلت امتحان کا مرحلہ طے کر کے ہی ملتی ہے، اور وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ کی سند لینے کیلئے تو لازماً بڑا کڑا امتحان دینا ہوگا۔ دعا کرو مولا ثبات بخشے! ہاں! تمہارا تار ملا میری ہمّت بندھی۔ سچ جانو تم مجھے اپنے مرحوم بھائی سے کم عزیز نہیں ہو اور مجھے تمہارا اتنا ہی مان ہے۔

فقط

تمہارا اپنا ماموں

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

مقامی نامدار کونسل اور اسماعیلی نیکنام جماعت سکردو

یا علی مدد! آپ کی طرف سے ہمیں تعزیتی ٹیلیگرام موصول ہوا، ہم آپ کی اس ہمدردی اور تعزیت کے بے حد ممنون و شکرگزار ہیں۔

فی الوقت مناسب ہے کہ میں دین کی کوئی حقیقت بیان کروں، اور وہ یہ ہے کہ مصیبتیں یا کہ اللہ کے امتحانات پانچ ہیں: ہر قسم کا خوف، ہر قسم کی بھوک، ہر قسم کا مالی نقصان، ہر قسم کا جانی نقصان اور ہر قسم کے پھلوں کا نقصان، ظاہر ہے کہ ان سب میں سے جانی نقصان بڑا ہے، چنانچہ اس کے صبر و شکر کا ثواب و صلہ بھی انتہائی عظیم ہے، پھر اموات میں بھی فرق ہے، چنانچہ سب سے بڑی موت جوان کی موت ہے، پس آپ دعا کریں کہ میرے اس عظیم امتحان میں مجھے کامیابی حاصل ہو! آمین!

آپکا
علمی خادم
نصیر ہونزائی

یکم جنوری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

میرے عزیز ضعیف اللہ بیگ صاحب اورسیئر ای۔ ایم سکردو

یاعلی مدد! آپ کا ٹیلی گرام اور خط موصول ہوا، آپ کی یہ انتہائی ہمدردی یقینی ہے کیونکہ ایثار علی اور اس کے مصیبت زدہ والدین آپ ہی کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ آپ کو پیارے ایثار علی کی جوان سالی کی ناگاہ موت سے بڑا صدمہ ہوا ہے، اور میرے رنج و غم کے متعلّق آپ کو فکر لاحق ہوئی ہے، لیکن اگر بہ نگاہِ حقیقت دیکھا جائے تو ماننا ہی پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا روحانی اور حقیقی وکیل ہے، ہمارے لئے وہ جو کچھ کرے اسی میں ہماری سعادتمندی پوشیدہ ہے، وہ جو کچھ کرتا ہے اس میں ہماری اخروی فلاح اور ابدی نجات پیشِ نظر رہتی ہے۔ دعا ہے کہ ہر حقیقی مومن کو صبر وشکر کی حکمت سمجھنے کی توفیق نصیب ہو!

فقط

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

یکم جنوری ۱۹۷۳ء

محترم غلام محمد خان صاحب اور محترم محمد رضا بیگ صاحب مسگر

یا علی مدد! آپ کی اور آپ کے خاندان کی طرف سے ہمیں تعزیتی تار موصول ہوا، جس کیلئے ہم آپ کے شکر گزار ہیں، خداوندِ تبارک وتعالیٰ آپ کو دونوں جہان کی کامیابی اور سرفرازی عطا فرمائے! آمین یاربّ العالمین!!

آپ کو اس بات کا یقین ہے، کہ یہ فقیر امام علیہ السّلام کے عاشقوں میں سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اور بسا اوقات جان قربان اور روح فدا کے نعرے لگاتا رہا ہے، اب جبکہ ایک جانی قربانی کا امتحان لیا گیا ہے، تو پھر گھبرانا عبث ہے، اس میں تو صبر اور شکر کی ضرورت ہے۔

فقط

آپکا قومی خادم

نصیر ہونزائی

یکم جنوری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

برادرِ محترم مجیب اللہ بیگ صاحب ۔ کراچی

یاعلی مدد! آپکے حوصلہ بخش تعزیت نامہ کا بہت بہت شکریہ! ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اور میری عزیز بھانجی اس رنج وغم میں ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں، لیکن ہمیں صابروشاکر رہنا چاہیئے، تاکہ حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔

دعائم الاسلام جزءِ اوّل صفحہ ۲۲۶ پر شہادت کی قسموں کا تذکرہ کیا گیا ہے، جس میں "صاحبُ الھَدَم" کے عنوان سے اس شخص کو بھی شہید قرار دیا گیا ہے، جو کسی مکان، دیوار وغیرہ کے گرنے سے مرجائے، نیز یہی مطلب "لُغات الحدیث" جلدِ ششم کتابُ الھاء میں بھی مذکور ہے، پس خدا کا شکر ہے، کہ میرے عزیز! ایثار علی کو بھی شہادت کے درجات میں سے ایک درجہ ملا ہے۔

فقط

آپکا بھائی

نصیر ہونزائی

۲؍جنوری ۱۹۷۳ء

جناب پریذیڈنٹ صاحب اسماعیلیہ ایسوسی ایشن کراچی

یاعلی مدد! میرے فرزندِ دلبند کے انتقالِ پُرملال پر آپ نے اپنی جمعیت کی طرف سے اور اپنی جانب سے ٹیلیگرام کے بعد جو تعزیت نامہ بھیجا ہے اور جس پُرحکمت انداز سے مجھے حوصلہ بخش مشورہ دیا گیا ہے، میں اس کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے شکر گزار اور احسان مند رہوں گا۔

آپ کی جمعیت کا ہر فرد اور آپ خود اولاد کی بے پناہ محبّت کا تجربہ رکھتے ہیں، کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، لیکن اس تلخ حقیقت کیلئے کیا کیا جائے، کہ حقیقی مومنین سے بڑی بڑی قربانیوں کے امتحانات لیے جاتے ہیں، ہاں! بس یہی کہ صبر کیا جائے، اور صبر ہی سے یہ تلخی بھی شیرینی کی صورت میں بدل سکتی ہے ع:

"صبر تلخ است و لیکن برِ شیرین دارد"

فقط

آپکا تابعدار

نصیر ہونزائی

۳/جنوری ۱۹۷۳ء

میرے بہت ہی عزیز برکت علی۔ این۔ بھامانی کراچی

یاعلی مدد! آپ نے اپنی طرف سے نیز اپنے احباب اور ماں جی کے گروپ کی طرف سے جو تعزیتی پیغام بھیجا ہے اور جو دعا کی گئی ہے میں اس کا بے حد شکر گزار اور ممنون ہوں، مولائے حکیم آپ سب کو دونوں جہان کی کامیابی عطا فرمائے! ایک حقیقی اسماعیلی ہونے کی وجہ سے مجھے اپنے عزیز بیٹے کی ناگہان موت پر آنسو نہ بہانا چاہئے، بلکہ مجھے یہ یقین رکھنا چاہئے، کہ بحکمِ کلامِ مولانا علیؑ: کُلُّ مُؤمِنٍ شَہِیۡدٌ (ہر مومن شہید کا درجہ رکھتا ہے) میرا عزیز ایثار علی آج (ان شاء اللہ) شہید ہے، چنانچہ مولانے فرمایا ہے: ایّ میتة مات بها المؤمن فهو شهيد (مومن جس موت سے بھی مرے وہ شہید ہے) اور قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے: وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ وَالشُّہَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ (۵۷:۱۹) اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدّیقوں اور شہیدوں کے درجے میں ہیں۔

فقط

آپکا استاد

نصیر ہونزائی

۳رجنوری ۱۹۷۳ء

میرے بہت ہی عزیز علی مددسارجنٹ۔کراچی

یاعلی مدد! میرے فرزندِ ارجمند کے بارے میں آپ نے پریشانی سے تار دیا تھا،لیکن ہم کس زبان سے جواب دے سکتے تھے،کہ ایثار علی خیریت سے ہے،افسوس کہ یہ پیارا جملہ ۸/دسمبر ۱۹۷۲ء کے بعد ہم پھر کبھی استعمال نہ کر سکیں گے۔

اے میرے عزیز! مذکورہ باتیں جسمانیت سے تعلّق رکھتی ہیں،مگر روحانی حقائق اس کے برعکس ہیں،جن کی طرف سابقہ ایک خط میں اشارہ کیا گیا ہے،امید ہے کہ میرے جُملہ عزیز اب ایثار علی کی جسمانی حیثیت کے تصوّر کو بتدریج بھول جائیں گے،اوراس کو ایک روحانی مخلوق سمجھیں گے،پس بحکمِ حدیث: المؤمن حیٌّ فی الدّارَین (مومن دونوں گھروں میں، یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی زندہ ہے) میرا ایثار روحانی کیفیت میں زندہ ہے،کاش میرے عزیزوں میں سے ہر ایک کو روحانیت کا وہ مقام حاصل ہوتا،جس میں کہ ارواح کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے،آپ اور میری عزیز بیٹی فدا بی بی کو اس حقیقت کا یقینِ کامل ہونا چاہیئے۔

فقط

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

۳/جنوری ۱۹۷۳ء

جنابِ محترم و معظّم فقیر محمد صاحب کراچی

یاعلی مدد! اے میرے محسنِ عظیم! میں آپکی بے مثال ہمدردیوں اور شفقتوں کی صحیح ترجمانی کیلئے ایسے بہترین الفاظ کا انتخاب نہیں کرسکتا، جیسے کہ چاہئیں، اور نہ میں آپکے احسانات کا کوئی حساب وشمار کرسکتا ہوں، اے ربّ العزّت! تو ہی میرے دل کی صداقت کا گواہ ہے۔

اے علم وفضل کے آسمان کے درخشندہ وتابان ستارے! یہ بات بہت پہلے ہی سے آپ کو معلوم ہے، کہ ایثار علی مجھے کس قدر عزیز تھا، لیکن میں نے شاید آپ سے اس بات کا تذکرہ ہی نہیں کیا تھا، کہ میرا نورِ نظر ایک خاص اسماعیلی عقیدے کے مطابق مہمانی نامزد کیا گیا تھا، یہ عظیم مہمانی ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۲ء کے اخیر تک میرے پاس امانت تھی، مگراب بروزِ جمعہ ۸/دسمبر کو یہ امانت یکایک مجھ سے واپس لی گئی ہے، آپ خود جانتے ہیں، کہ ایثار علی کی معنوی نسبت بھی ایثار وقربانی سے لازمی تھی۔

اے پروردگارِ عالم! تو ہی میرے دل کی کیفیت کا گواہ ہے کہ میں اس عظیم ابتلا وامتحان میں صابروشاکر ہوں، پس اے خداوندِ تبارک وتعالیٰ! تو ہی دونوں جہان میں ہمارا مددگار اور کارساز ہے۔

اخیر میں ایک بار پھر آپ کے احسانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی طرف سے اور نامدار اسماعیلیہ ایسوسی ایشن کے بہت سے حضرات کی طرف سے مجھے اور میرے خاندان کے ہر فرد کو اس سانحہ کے موقع پر ہر قسم کی ہمّت دہانی فرمائی ہے، دعا ہے کہ خداوندِ کریم آپ کو اور ان حضرات کو اپنے جُملہ

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

عزیزوں کے ساتھ دنیا و عقبیٰ کی کامیابی سے نوازے! آمین!!

فقط

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۴/ جنوری ۱۹۷۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عزیز ترینِ من جوہر علی حیدر آباد۔ ہونزا

یاعلی مدد! آپ کے پیغامِ تعزیت کا بہت ہی شکریہ! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو دین ودنیا کی سعادتوں اور برکتوں سے نوازے! آمین!!

اے میرے عزیز! میری مصیبت سے شاہ زمان صاحب کی مصیبت بہت بڑی ہے کہ اس کے خاندان کے چھ افراد اس بدقسمت جہاز میں سوار تھے، جن کی لاشیں اگر مل جاتیں اور سپردِ خاک ہوجاتیں، تو شاہ زمان اور انکے خاندان کے افراد کس قدر شکر گذار رہتے، پس اگر میں اللہ تعالیٰ کا شکر نہ کروں اور ناشکری کروں، تو کافر بن جاؤں گا، اور کافر بن جانا کہیں دور نہیں بلکہ شکر نہ کرنا ہی کفر ہے۔

فقط

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

۴ر جنوری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

برادرِ محترم پلشیر بیگ صاحب حیدرآباد

یاعلی مدد! آپکے تعزیتی پیغام اور گہری ہمدردی کا بہت ہی شکرگزار ہوں، فقیرانہ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سعادتِ دارَین عطا فرمائے! اور آپ کے عزیزوں کو بھی۔

یہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ میری زندگی کی کہانی انتہائی عجیب وغریب ہے، جسمانی اور روحانی قسم کی آزمائشوں کا نتیجہ! مسافرت وغربت کا قصّہ! درویشی وفقیری کا خلاصہ! محنت ومشقت کا مجموعہ! گریہ وزاری کا سرچشمہ! اور صبر وشکر کا ایک ادنیٰ سا نمونہ!

الحمدللہ میری پُرمشقت زندگی کے اس مرحلے میں مجھ سے جو عظیم امتحان لیا گیا ہے اس میں بھی صبر وشکر کررہا ہوں۔

فقط

آپکا قومی خادم

نصیر ہونزائی

۴؍جنوری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

محترم سیکریٹری سلطان پناہ صاحب اشکومن

یا علی مدد! آپ کا تعزیت نامہ موصول ہوا، آپ نے میرے فرزندِ جگر بند کے انتقالِ پُرملال پر جس اخوّت و یگانگت سے اور جن محبّت انگیز الفاظ میں افسوس و ہمدردی کا اظہار کیا ہے، میں اس کا قلبی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں، خداوندِ کریم آپ کو اپنے عزیزوں کے ساتھ دین و دنیا کی سلامتی و عافیت سے نوازے!! آمین یاربّ العالمین! اے مہربان! قانونِ قدرت کی بالادستی اور موت کے بہانے کا حال ذرا سنیئے، کہ شروع شروع میں ہمارے گھر کا معمول یہ رہا تھا، کہ جب کبھی ہمارا عزیز ایثار علی کسی سفر پر جانے لگتا، تو اسلامی عقیدہ اور اس کی والدہ کی خواہش کے مطابق میں اپنے فرزندِ دلبند کی سلامتی کیلئے خدا کے حضور میں گڑگڑاتے ہوئے دعا کرتا تھا، اور سب سے باہر کے دروازے کے سامنے تک ایثار علی کے آگے آگے قرآن نکالتا تھا، تاکہ اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے اور اپنی عزیز کتاب کی حرمت سے ہمارے بیٹے کو بخیریت و عافیت گھر واپس پہنچادے، نیز ایثار علی کی ماں ردِّ بلا کی نیّت سے کسی چیز کا صدقہ نکالتی تھی، مگر افسوس کہ بعد میں یہ معمول یکسر بدل گیا، جس کی وجہ یہ ہوئی کہ چند سالوں سے اس طرف عزیزم ایثار (احسان نصیر) ہر کام کو میری مصلحت کے بغیر اپنی مرضی سے کرنے کا عادی ہوگیا، اور سفر بھی اکثر مجھ سے چھپے چھپائے کرنے لگا، چنانچہ مرحوم کے اس آخری سفر کے متعلق بھی مجھے کوئی علم نہیں تھا، جس سے کہ بموجبِ قانونِ اجل میرا عزیز پھر کبھی واپس گھر نہیں آسکتا تھا۔

ان تمام افسوسناک صدمات کے باوجود یہ درویش بتائیدِ الٰہی صبر و شکر کے راستے پر ثابت قدمی سے چل رہا ہے، آپ دعا کیجئے کہ آئندہ بھی اس کے قدم میں کوئی

لغزش نہ آئے!

فقط

آپکا خیر اندیش

نصیر ہونزائی

۷ ؍ جنوری ۱۹۷۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

محترم محمد شفیع صاحب گرین جنرل سٹور چیلاس

یا علی مدد! آپ کے تعزیتی پیغام کا ممنون و احسان مند ہوں، جس میں آپ نے اپنی طرف سے اور اپنے خاندان کی طرف سے میرے جگر پارہ ایثار علی کی ناگہانی موت پر رنج والم اور افسوس و ہمدردی کا اظہار کیا تھا، عاجزانہ دعا ہے کہ قادرِ مطلق آپ کو دونوں جہان میں سلامت اور خوش و خرّم رکھے! آمین یاربّ العالمین!! اے میرے مشفق و مہربان! میرے دل اور جگر کے زخموں پر صبر و شکر کی مرہم پٹی تو ہو رہی ہے، لیکن میری بیوی کے یہ زخم کچھ لا علاج نظر آرہے ہیں، ہرچند کہ میں اسے طرح طرح کی نصیحتوں سے علاج کیلئے کوشش کر رہا ہوں، تاہم مجھے مایوس بھی نہ ہونا چاہیئے، آخرکار پروردگارِ عالم اسے بھی توفیق و ہمّت عطا فرمائے گا۔

میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤں، کہ اس نے مجھے نیستی سے نکال کر ہستی میں لایا، پھر اس نے مجھے یکے بعد دیگرے طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا، یہاں تک کہ اس کی نعمتوں کا حساب و شمار نہیں ہوسکتا، اب اگر امتحاناً ایک نعمت ہم سے واپس لی گئی ہے تو ہمیں کوئی حق حاصل نہیں کہ اس کے متعلّق گلہ کریں۔

اے پروردگارِ عالم! ہمیں اور جملہ مومنین کو ہر آزمائش پر صابر و شاکر رہنے کی توفیق و ہمّت عنایت فرما! آمین یاربّ العالمین!!

فقط

آپکا خیر اندیش

نصیر ہونزائی

۸/جنوری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom Luminous Science

محترم ماسٹر غلام حیدر صاحب مِسگر

یا علی مدد! آپ کا رقیمہ جو میرے دردِ دل پر دل سوزی، ہمدردی، افسوس اور دعائے خیر کے معنوں سے مملو تھا، موصول ہوا، ان شاء اللہ تعالیٰ میرا دل آپ کی اس ہمدردی اور جذبۂ یگانگت کو ہرگز فراموش نہ کرے گا۔

اے میرے عزیز! اس مصیبت کے وقت ہمارے باطن میں دو طرح کے احساسات پائے جاتے ہیں، ایک قسم کے احساسات وہ ہیں، جن کی اساس و بنیاد خدا و رسولؐ اور ائمۂ برحق علیہم السّلام کے مبارک و مقدّس ارشادات پر ہے، دوسری قسم کے احساسات وہ ہیں، جن کا تعلّق طبعی میلان، دنیاوی رسم و رواج اور ظاہری ماحول پر ہے، لیکن الحمد للہ ہمارے دینی احساسات ہر وقت دنیاوی احساسات پر غالب و فاتح رہتے ہیں، یہ سعادت اس ذاتِ بابرکات کی تائید و نصرت کے بغیر ممکن نہیں جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔ میں اپنے تمام خاندان کی طرف سے ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور فقیرانہ دعا ہے کہ خداوندِ تبارک و تعالیٰ آپ کو اور جُملہ جماعت کو دین و دنیا کی برکتوں اور سعادتوں سے نوازے! آمین یاربّ العالمین!!

فقط

آپکا استاد

نصیر ہونزائی

۹ر جنوری ۱۹۷۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

جناب کپٹن میر باز صاحب حیدر آباد

یاعلی مدد! آپ نے جن درد انگیز الفاظ میں تعزیت نامہ لکھا ہے، اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے، بے شک ایثار علی آپ کو بے حد عزیز تھا، لہٰذا آپ کے نزدیک ایسے دردمندانہ جذبات کا اظہار صحیح ہے۔

مگر میں جیسا کہ آپ کو یقین ہے ایک ایسا درویش آدمی ہوں، جس کے ہاتھ پاؤں رضائے مولا کی رسّی سے بندھے ہوئے ہیں، اس لئے اس فیصلۂ الٰہی کے خلاف کوئی فکری حرکت تک نہیں کر سکتا ہوں، مجھے اب بس طوعاً یا کرہاً صبر اور شکر کرنا چاہیئے۔

جہاں تک میرے ایثار کی غریب ماں کا سوال ہے، اسے تو میں نصیحت کر کر کے تھک جاتا ہوں، مگر وہ نالہ وفغان سے نہیں تھکتی، آپ دعا کریں کہ خدا اسے ہلاکت سے بچائے، کیونکہ اس کے نظامِ قلب میں خرابی پیدا ہو رہی ہے۔

فقط

آپکا اپنا

نصیر ہونزائی

۲۵/جنوری ۱۹۷۳ء

جناب میجر شاہ مکین صاحب نومل

یا علی مدد! آپ نے جو رقیمہ اظہارِ افسوس اور میری ہمدردی میں لکھا تھا، میں اس کی قدر اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، ہوائی جہاز کا یہ حادثہ واقعاً سب کیلئے بڑا دردناک تھا۔

میجر صاحب! میں تو اپنے عزیز، جوان اور ہنرمند فرزند کی ناگہانی موت کے بارِ غم کو صبر اور شکر کے ساتھ اٹھائے جا رہا ہوں، مگر افسوس صد افسوس کہ میری اہلیہ سے یہ سنگین بوجھ اٹھایا نہیں جا رہا ہے، حالانکہ میں شروع ہی سے اسے صدگونہ نصیحتیں کرتے آیا ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (۹:۱۱۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں کو اور انکے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے، کہ ان کو جنّت ملے گی۔ پس معلوم ہوا کہ مومنین کی جانیں اور انکے اموال اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، اور اگر خدا تعالیٰ اپنی کوئی امانت واپس لیتا ہے، تو اس پر پشیمان و نالاں ہونا سراسر نادانی اور جہالت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فقط

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۲۵/جنوری ۱۹۷۳ء

جناب غازی جوہر خان صاحب
اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ خپلو

یا علی مدد! میں آپ کی روحانی اخوّت و یگانگت اور دینداری کی بے حد قدرو تکریم کرتا ہوں، کہ آپ نے بانداز کریمانہ قلمی طور پر اس بندۂ مصیبت زدہ کی دلجوئی فرمائی ہے۔

آپ اس فلسفے کو بخوبی جانتے ہیں، کہ غم حقیقت میں زوالِ نعمت کا تصوّر ہے، جس کا علاج دو طرح سے ہو سکتا ہے، یا ہمیں نعمت کو امانت سمجھنا چاہیئے، تاکہ امانت کی واپسی پر ہمارا کوئی اعتراض نہ ہو سکے، یا نعمت کے زوال کو عارضی قرار دیتے ہوئے یوں سمجھنا چاہیئے کہ اگر اس چندروزہ زندگی میں ہم سے کوئی نعمت اٹھائی جاتی ہے، تو پھر وہ ہمیں ابدی زندگی میں بصورتِ احسن واپس ملنے والی ہے۔

فقط
آپکا مخلص
نصیر ہونزائی

۲۵ر جنوری ۱۹۷۳ء

محترم محمد شفیع صاحب

یاعلی مدد! آپ نے میری شدّتِ درد کو کم کر دینے اور مجھے تسلّی وتسکین دینے کیلئے جوتعزیت نامہ لکھا تھا، وہ انسانی اور قومی ہمدردی کا ایک صحیح مظہر تھا، میں آپ کی اس ہمدردی کو ہرگز فراموش نہ کروں گا۔

اے دوستِ مہربان! جگر پارہ کی جدائی کا امتحان واقعی بڑا سخت ہے، لیکن اب اس خدائی امتحان سے میرے لئے گریز کی کوئی راہ نہیں ملتی، لہٰذا اس میں مجھے صبر و شکر جیسے اعلیٰ اوصاف سے کما کان حقّہ فائدہ اٹھانا چاہیئے، ورنہ گرانمایہ موتیوں کا خزانہ لٹ جانے کے ساتھ ساتھ اس کا ثواب بھی ضائع ہو جائے گا۔

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۲۵ / جنوری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عزیزانِ من صدر واراکینِ اسماعیلیہ ہونزا کواپریٹو کریڈٹ سوسائٹی کراچی

یا علی مدد! آپ کا تعزیتی خط، جس میں مشفقانہ الفاظ سے میرے زخمِ دل پر مرہم لگانے کی کوشش کی گئی تھی، موصول ہوا، میں آپ کی اس ہمدردی اور سعیٔ صالحہ کیلئے نہایت ہی شکرگزار اور ممنون ہوں۔

اگرچہ ظاہری طور پر میرا نوجوان اور خُوبرو بیٹا میری مسرّتوں کا خزانہ تھا، اور اس کی ناگاہ موت کے ہاتھوں میری مادّی خوشیوں کا یہ خزانہ لٹ گیا، تاہم میں دینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتا ہوں، کہ میں بدقسمت ہوں، بلکہ میں عرفان وایقان کی روشنی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں خوش قسمت ہوں، کہ خداوندِ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ خزانوں میں سے ایک گرانقدر اور بیش بہا خزانہ حصولِ آخرت کے امتحان میں صرف ہوا، آپ سب اس عظیم امتحان میں میری کامیابی کیلئے دعا کیجئے۔

فقط

آپکا دعاگو

نصیر ہونزائی

۲۵ر جنوری ۱۹۷۳ء

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

عزیزِ من حسام الدّین

یا علی مدد! میرے پیارے ایثار نے بموجبِ امرِ الٰہی یکایک نوجوانی میں ہی اس دنیائے ناپائدار کو خیرباد کہا ہے، ایسے حال میں ظاہری طور پر ہمیں اور آپ کو صدمہ ہونا لازمی تھا، لیکن تعجب کی بات ہے، کہ اس موقع پر ہمارے ساتھ ایک وسیع دنیا شریکِ غم ہے اور سبھی دعا کرتے ہیں، اور دعا بھی ایسی کہ وہ زبان کی نوک سے نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے ہے، پس بڑا نیک بخت ہے وہ مومن جوان جو اپنے داغِ مفارقت سے انسانی ہمدردی کا ایک عظیم الشّان انقلاب لائے اور نیک دعاؤں کی ایک ابدی دنیا بسائے۔

بڑھاپے کی موت کے نتیجے میں نہ کسی کو کوئی درد ہوتا ہے نہ ہمدردی، نہ یہ کوئی خاص امتحان ہے نہ آزمائش، اور نہ اس کے صبر و شکر کا کوئی خاص پھل ہے، اس میں محدود دعائیں ہوتی ہیں وہ بھی صرف رسمی طور پر۔

فقط

آپکا اپنا

نصیر ہونزائی

۲۶/جنوری ۱۹۷۳ء

عزیز جماعتِ حسین آباد

یاعلی مدد! آپ کی ہمدردیوں اور دعاؤں کیلئے شکر گزار اور ممنون ہوں، خداوندِ تبارک وتعالیٰ آپ کو ان نیک خیالات کے عوض اجرِ عظیم عطا فرمائے! آمین یاربَّ العالمین!!

یہ حقیقت واضح رہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے امتحان وابتلا کیلئے موت اور زندگی بنائی ہے، تاکہ یہ ظاہر ہو کہ خوبیٔ عقیدہ اور حُسنِ عمل کے اعتبار سے کون آگے ہے اور کون پیچھے، پس مومنین پر واجب ولازم ہے کہ وہ حیات وممات کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں۔ آپ سب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ جُملہ مومنین کو نیک توفیق عنایت کرے!

فقط

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

۲۶/جنوری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

محترم الواعظ غلام الدّین صاحب الِتِت

یا علی مدد ! آپ نے تعزیت نامہ میں جس خلوص و محبّت سے افسوس اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے، وہ قابلِ قدر اور لائقِ تحسین ہے، خداوندِ تبارک وتعالیٰ آپ کو دونوں جہان کی سربلندی عطا فرمائے! آمین یا ربّ العالمین!!

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے پانچ چیزوں میں امتحان لیا کرتا ہے، وہ ہیں خوف، بھوک، مال کا نقصان، جان کا نقصان اور ثمرات کا نقصان، ان میں سب سے بڑا امتحان جانی نقصان ہے، اور کامیابی کی صورت میں اس کا اجرو صلہ بھی انتہائی عظیم ہے، پس آپ ہمارے حق میں دعا کیجئے، کہ ہم اس عظیم ابتلا و امتحان میں کامیاب ہوسکیں۔

فقط

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۲۸/ جنوری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

محترم غلامُ الدّین صاحب گلمت

یا علی مدد! آپ کا تعزیتی مراسلہ موصول ہوا، میں آپ کی اور آپ کے خاندان کی اعلیٰ انسانیت، سچّی دینداری اور پُرخلوص ہمدردی پر یقین رکھتا ہوں، خدائے برتر و توانا آپ اور جُملہ مومنین کو دونوں جہان کی کامیابی عطا فرمائے! آمین ثم آمین!!

میرے عزیز فرزند ایثار علی کی بے ہنگام موت اگرچہ ایک ناقابلِ فراموش صدمہ ہے، تاہم مجھے اپنے مولا پر بھروسہ ہے، کہ اس نے مجھ سے یہ امتحان ایک عظیم اجر کیلئے لیا ہوگا، جیسے اس سے قبل مجھ سے طرح طرح کے امتحان لیے گئے ہیں۔

فقط

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

۲۹ر جنوری ۱۹۷۳ء

عزیزِ من حمید اللہ بیگ سکردو

یا علی مدد! میرا لختِ جگر ایثار علی یقیناً آپ کا بھی عزیز تھا لیکن موت کا پیغام ایسا ہے کہ اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا، لہٰذا اب ہمیں صبر و شکر کی حکمتوں کا سہارا لینا چاہئے اور ہمیں یقین رکھنا چاہئے، کہ ہماری جسمانی زندگی چند روزہ ہے، اور ہماری روحانی حیات لاانتہا ہے، جب ایسا یقینِ کامل ہمارے دنیاوی احساسات پر غالب آئے تو اسی وقت ہمیں تائیدِ الٰہی حاصل ہوسکتی ہے۔

فقط

آپکا دعاگو

نصیر ہونزائی

۲۹/جنوری ۱۹۷۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

محترم محبوب علی صاحب کریم آباد۔ کراچی

یا علی مدد! میرے دل و دماغ کے درد سے آپ نے جو ہمدردی اور افسوس کا اظہار کیا ہے، میں اس کا قلبی طور پر شکرگزار ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اور آپکے جُملہ عزیزوں کو روحانی اور جسمانی سلامتی و کامیابی کی نعمتوں سے نوازے! آمین!!

آپ اس واقعہ کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ میرے سامنے صرف ایک نوجوان اور ہوشیار فرزند کی ناگاہ موت اور داغِ مفارقت کا امتحان نہیں ہے بلکہ اس امتحان نے کئی اور امتحانات جنم دئے ہیں، جن کی تفصیل کیلئے اس مختصر سے خط میں کوئی گنجائش نہیں ان تمام مصائب و آلام کے باوجود میں نے ربّ العزّت کے حضور میں سربسجود ہو کر مناجات کی ہے، کہ اگر وہ میری ان مصیبتوں سے خوش ہے تو میں بھی خوش ہوں، صرف اتنا ہے کہ وہ مجھے اس بارِ غم کو خندہ پیشانی سے اٹھانے کی قوّت و ہمّت عنایت فرمائے! آمین!!

فقط

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۲۹ رجنوری ۱۹۷۳ء

حضور امیر صاحب ہونزا

یا علی مدد! آپ نے ٹیلیگرام اور خط کے علاوہ بنفسِ نفیس تشریف لا کر جس عنایت و مہربانی سے میرے اس دردِ بے درمان پر افسوس و ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے، اور جن شفقت آمیز الفاظ میں دعا و نصیحت فرمائی ہے، میں اسے (ان شاء اللہ تعالیٰ) ہمیشہ ہمیشہ قدردانی سے یاد کروں گا۔

میرا مرحوم فرزندِ جگر بند کس قدر خوش نصیب تھا، کہ اس کی مغفرت اور روحانی سکون کی دعا کرنے کیلئے بادشاہِ وقت تشریف فرما ہوئے، شاہی خاندان کی بہت سی معزز ہستیوں نے اس میں حصہ لیا، جناب ریزیڈنٹ صاحب تشریف لائے، جناب پولیٹیکل ایجنٹ صاحب اور دوسرے بہت سے اعلیٰ افسروں نے شرکت کی، غرض کہ ہمدردی کی ایک بھرپور دنیا جوش و خروش کے ساتھ حرکت میں آگئی، جس میں ہر نوع، ہر صنف اور ہر درجہ کے لوگ موجود تھے۔

جنابِ عالی! ہمیں ہر ابتلا و امتحان میں صبر اور ہر حالت میں شکر کرنا چاہئے کیونکہ ہم اپنے حقیقی مالک کے بندے یعنی غلام ہیں، اور ہماری روحانی و جسمانی فلاح و بہبود صرف اسی امر میں پوشیدہ ہے کہ اپنے مالک و آقا کی فرمانبرداری اور غلامی کرتے ہوئے اس کی خوشنودی و رضا حاصل کریں۔

دعا ہے کہ خداوندِ تبارک و تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دینی اور قومی خدمت کا اعلیٰ ترین جذبہ و شوق اور توفیق و ہمّت عنایت کرے! آمین یا ربّ العالمین!!

فقط آپکا تابعدار

نصیر ہونزائی، یکم فروری ۱۹۷۳ء

عزیزِ من امام یار بیگ لاہور

یا علی مدد ! ایثار علی کے بے وقت موت سے مجھے جو طرح طرح کی تکالیف اٹھانا پڑی ہیں، ان میں آپ بھی شریک ہیں، لیکن میرا عقیدہ مجھے یہ بتاتا ہے، کہ اپنی انھیں تکالیف کو صبر اور شکر کی قوّت سے اٹھانے میں حکمت ہے اب اس کے سوا فلاح و نجات کا کوئی راستہ نہیں۔

مومنین کیلئے مایوسی کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا، کہ اس دنیا میں مومن سے جو کچھ لیا جاتا ہے، آخرت میں وہ ہزار ہا درجہ بہتر بنا کر واپس کر دیا جاتا ہے۔

فقط

آپکا اپنا

نصیر ہونزائی

یکم فروری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

محترم الواعظ عزیز علی فدائی صاحب لائل پُور (پنجاب)

یا علی مدد! آپ کا تعزیت نامہ، جو محبّت و یگانگت اور اخوّت و ہمدردی کا آئینہ دار تھا، موصول ہوا، میں آپ کی اس نا قابلِ فراموش ہمدردی و محبّت کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

واعظ صاحب! جیسا کہ آپ جانتے ہیں، کہ حقیقی مومنین کی موت دراصل شہادت کے سوا کچھ نہیں، اور شہادت کا نتیجہ خوشی ہونا چاہئے، نہ کہ غم، ہر چند کہ انسانی نفس اس امر کیلئے ہرگز تیار نہیں، کہ ایک نوجوان، عزیز اور ہر طرح سے مستعد بیٹے کی موت کے غم کو شہادت کی خوشی کی صورت دے کر مطمئن ہو جائے، مگر جس عقل کی صحیح پرورش امامِ برحق علیہ السّلام کی مقدّس ہدایات سے ہوئی ہے، اس کیلئے یہ امر مشکل نہیں، والسّلام۔

فقط

آپکا روحانی بھائی

نصیر ہونزائی

۷/فروری ۱۹۷۳ء

محترم میجر مستی بیگ صاحب

یا علی مدد! آپ کا مکتوب جس میں آپ نے میرے نورِ نظر کے انتقالِ پُر ملال پر افسوس و ہمدردی کا اظہار کیا تھا، اور مہر و محبّت سے میری دلجوئی کی تھی، موصول ہوا، خداوندِ تبارک و تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی سعادت مندی عنایت فرمائے! آمین ثم آمین!!

جیسا کہ آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ میں ایک درویش آدمی ہوں، اور میرے نزدیک دنیا و مافیہا کی چندان اہمیّت نہیں، اور اگر اس کی کوئی اہمیّت ہے، تو وہ صرف یہی کہ یہاں کی ہر چیز کو راہِ مولیٰ اور طریقِ عقبیٰ میں قربان کر دیا جائے، اور قربانی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہر پیاری چیز سے دل اٹھا کر ذاتِ یگانہ کی طرف متوجہ کر دیا جائے۔

میرا ایثار علی مجھے نہایت ہی عزیز تھا، لیکن اب میں نے اپنے پیارے بیٹے کی محبّت کو صبر اور شکر کی صورت میں فنا کر کے راہِ مولیٰ میں قربان کر دیا ہے۔

فقط

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

۱۰ر فروری ۱۹۷۳ء

محترم افتخار حسین صاحب اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بلتِت۔ ہونزا

یا علی مدد! آپ نے پیغامِ تعزیت میں جس دوستانہ طریق سے اور جن پیارے الفاظ میں میرے دردِ دل کے متعلق افسوس و ہمدردی کا اظہار کیا ہے، میں اس کا ہمیشہ شکر گزار رہوں گا، خداوندِ کریم دائم الوقت آپ کیلئے علم و حکمت کے ابواب کشادہ رکھے! اور آپکو دونوں جہان کی سرفرازی و کامرانی نصیب ہو!!

آپ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں، کہ پیارے ایثار علی کے چالیس دن ابھی پورے نہیں ہوئے تھے، کہ عزیزم شیر سلمان نے بھی میرے داغے ہوئے دل کو پھر داغ دیا، مگر رضائے الٰہی کے خلاف کسی بندے کی مرضی لمحہ بھر بھی ٹھہر نہیں سکتی، اس لئے بہتر یہی ہے، کہ اس طوفانِ غم سے بچنے کیلئے صبر اور شکر کی کشتی بنالی جائے۔

فقط

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۱۱رفروری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

محترم موکھی عصمت اللہ صاحب چپورسن

یاعلی مدد! آپ کا تعزیتی خط جو خلوص و محبّت کے پیرایہ میں مرقوم تھا ملا، پروردگارِ عالم اس ہمدردی و دلسوزی کے عوض آپ کو اور تمام جماعت کو دین و دنیا میں ہزار ہا نیکیاں عطا فرمائے!

نیکنام موکھی صاحب! بظاہر میرا پیارا ایثار علی دینی اور دنیاوی کاموں میں میرے ہاتھ بٹانے سے گریز کر گیا، مگر حقیقتِ حال کچھ اور ہے، وہ یہ کہ میرے فرزندِ دلبند کی روح ایک روحانی کیفیت بن کر میری حقیقی ہستی میں موجود ہے، اس روحانی کیفیت سے مجھے بہت مدد ملتی رہتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے فرمایا ہے: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ)۔

فقط

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

۱۲/فروری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عزیزِ من دولت شاہ خروکُشَل حیدرآباد

یا علی مدد! ہاں عزیز مجھے خوف تھا کہ میرے اس غم کی وجہ سے جماعت کے بے شمار افراد کو دکھ ہوگا، لیکن اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے، تو غم کا کوئی مستقل وجود نہیں، کیونکہ عوام کے نزدیک غم کا سبب کسی پیاری چیز کا فوت ہو جانا ہے مگر خواص کے نزدیک ہر چیز امامِ برحقؑ کے نور کی روشنی میں حاضر اور موجود ہے (بحکمِ: وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ)۔

جاننا چاہئے، کہ ہر چیز کی دو ہستیاں ہیں، ایک ہستی چیز ہے اور دوسری ہستی اس کا سایہ ہے، چنانچہ روح چیز ہے اور جسم اس کا سایہ، سایہ کا وجود کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا، مگر چیز سایہ نہ ہونے کی صورت میں بھی موجود ہوتی ہے، اسی طرح پیارے ایثار علی کی روح جسم کے سایہ نہ ہونے کے باوجود امامِ عالی مقامؑ کے نور کی روشنی میں موجود ہے۔

فقط

آپکا دعا گو

نصیر ہونزائی

۱۳ر فروری ۱۹۷۳ء

جناب صوبیدار میجر عبدالحکیم صاحب سکردو

یاعلی مدد! میرے دل و دماغ کے اس گہرے زخم پر آپ نے جو افسوس و ہمدردی کا اظہار کیا ہے، میں اس کا شکر گزار اور ممنون رہوں گا، خداوندِ تعالیٰ آپ کی عزتِ دینی و دنیاوی میں ہر دم اضافہ کرے! آمین ثم آمین!!

یہ ایک فطری امر ہے کہ عزیز جوان اور ہر طرح سے مستعد بیٹے کی یکایک موت سے ایک حسّاس انسان زندہ درگور ہو جاتا ہے، مگر چونکہ مجھے رحمت کے فرشتوں نے پہلے ہی سے اس بات کیلئے تیار کر رکھا تھا، کہ میں ہر آنے والی مصیبت کو برداشت کروں اور یہ سمجھوں کہ مصیبت میں ایک عظیم حکمت پنہاں ہے، پس میں پیارے ایثار علی کے داغِ مفارقت سے اُف تک نہ کر سکتا ہوں۔

فقط

آپکا علمی خادم

نصیر ہونزائی

۱۸ر فروری ۱۹۷۳ء

محترم رحمت اللہ بیگ صاحب بلتِت

یاعلی مدد! آپ کا تعزیت نامہ موصول ہوا، آپ کی ہمدردی اور دعا کا شکر گزار ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو دونوں جہان کی کامیابیاں عطا فرمائے!

آپ جانتے ہیں کہ موت خاص کر ایک جوان بیٹے کی موت دنیاوی نظر کے سامنے ایک عظیم مصیبت ہے، لیکن اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے، تو موت روحانیت کا دروازہ ہے اور حقیقی مومن کیلئے یہ خوشی کے پھولوں کا گلدستہ ہے، نیز اس میں ایک سِرِّ مکنون یہ بھی ہے، کہ روح خدا تعالیٰ کے نور کی کرن کی حیثیت سے قدیم ہے، یعنی یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، اس میں روح کے دنیا میں آنے اور یہاں سے جانے کی کوئی ابتداوانتہا نہیں، جیسا کہ مولائے روم صرف ایک دور کے متعلّق فرماتے ہیں:-

ے گر ہمی پُرسی زحالِ زندگی
نُہ صد و ہفتاد قالب دیدہ ام

ترجمہ: اگر تو میری زندگی کا حال پوچھتا ہے، تو وہ یہ ہے کہ میں نے اس دفعہ نوسوسترّ (۹۷۰) اجسام دیکھے ہیں، یعنی میں اس دور میں نوسوسترّ مرتبہ دنیا میں پیدا ہوا ہوں۔

فقط
آپکا مخلص
نصیر ہونزائی
۲۰ر فروری ۱۹۷۳ء

عزیزم غلام حیدر مِسگر

یاعلی مدد! آپ کا تعزیت نامہ جو دلسوزی و ہمدردی سے مملو تھا، موصول ہوا، میں آپ عزیزوں کی اس بےلوث و بےغرض محبّت کا اعتراف کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس دردمند کے ہمدردوں کو ہر قسم کی سلامتی و کامیابی عطا فرمائے! آمین یاربّ العالمین!!

میرے عزیز! اگر یہ فقیر صبر و شکر جیسا کہ چاہئے، کر سکے تو اس کے اپنے پیارے سے صبر و شکر کا وہ اجرِ عظیم بدرجہا افضل و اعلیٰ اور عزیز ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا اور آخرت میں اسے ملنے والا ہے۔

فقط

آپکا دعاگو

نصیر ہونزائی

۲۴ر فروری ۱۹۷۳ء

برادرِ محترم جوہر بیگ صاحب راولپنڈی

یاعلی مدد! آپ کے خط سے ظاہر ہے، کہ عین عالمِ شباب میں عزیزم ایثار علی کی ناگہانی اور حادثاتی وفات سے آپکو ذہنی طور پر سخت تکلیف محسوس ہوئی ہے ہمیں اس میں ذرّہ بھر شک نہیں، کیونکہ میرا فرزندِ جگر بند آپ کے عزیزوں میں سے تھا، لیکن اب ہمارے لئے صحیح راستہ یہ ہے کہ ہم صبر اور شکر پر عمل کریں، تاکہ بموجبِ ارشادِ الٰہی ہمیں صلوات، رحمت اور ہدایت حاصل ہو۔ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡھِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّھِمۡ وَ رَحۡمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُھۡتَدُوۡنَ (۲:۱۵۷)۔

فقط

آپکا بھائی

نصیر ہونزائی

۲۵ / فروری ۱۹۷۳ء

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

عزیزِ من امان اللہ خان لاہور

یا علی مدد! عزیز کا پیغامِ تعزیت موصول ہوا، اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے نورِ چشم ایثار علی کے انتقالِ پُرملال سے آن عزیز کو بھی بڑا رنج ہوا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے بعد نہ کسی کا کوئی چارہ ہے اور نہ کوئی اعتراض، چنانچہ حق تعالیٰ حدیثِ قدسی میں ارشاد فرماتا ہے کہ: ’’جو شخص میرے فیصلہ کیلئے راضی نہ ہو اور میری آزمائش پر صبر نہ کرے، تو اسے چاہئے، کہ میرے سوا کسی دوسرے پروردگار کو ڈھونڈ لے اور میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے۔‘‘

پس ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر اپنی خوشنودی کو قربان کر دیتے ہیں اور وہ ہم سے جو کچھ امتحان لینا چاہے، ہم اس پر اس سے مدد چاہتے ہوئے صبر کرتے ہیں۔

فقط

عزیز کا اپنا

نصیر ہونزائی

۲۷؍فروری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

محترم غلام محمد صاحب و محترم محمد علی صاحب سکردو

یا علی مدد! آپ صاحبان کے اظہارِ افسوس اور ہمدردی کا بہت بہت شکریہ! آپ جانتے ہیں کہ عقل و نفس کے نام سے انسان کے باطن میں دو متضاد قوّتیں موجود ہیں، عقل ہمیشہ دینی ہدایات کے مطابق عمل کرنے کی خواہاں ہوتی ہے اور نفس ہر وقت عقل کے خلاف چلتا ہے، چنانچہ جب عقل صبر و قناعت اختیار کرتی ہے، تو نفس بے صبری اور طمع کو لیتا ہے، پس اگر میں اپنے عزیز فرزند کی موت پر صبر کروں تو یہ ہدایت کے مطابق عقل کا کام ہوگا اور اگر میں جزع فزع کروں تو یہ نفس کا عمل ہوگا، جو امرِ الٰہی اور عقل کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں اور جُملہ مومنوں کو ہدایاتِ مقدّسہ اور عقلِ سلیم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق و ہمّت عنایت کرے! آمین یاربَّ العالمین!!

فقط

آپکا مخلص

نصیر ہونزائی

۲۷رفروری ۱۹۷۳ء

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

میرے عزیز بھائی صوبیدار یوسف علی صاحب

یا علی مدد! ہاں، میرا نورِ چشم دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گیا، اس فرزندِ ارجمند سے میری بہت سی امیدیں وابستہ تھیں، لیکن اللہ کو کچھ اور امر منظور تھا، لہٰذا اب ہمیں ماننا چاہیئے، کہ امرِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

عزیز بھائی! میرا ایثار علی کتنا خوش قسمت تھا! کہ دنیا کی ہر گونہ الجھنوں سے فارغ اور آزاد ہو کر جوانی ہی میں انتقال کر گیا، بے شمار ہمدردیاں اور لاتعداد دعائیں حاصل کر لیں، بہت سے جماعت خانوں میں تسبیحِ مغفرت پڑھی گئی، گھر میں قرآن خوانی اور دوسری ثوابی رسموں کے علاوہ روحانی مجلسیں منعقد کی گئیں، ہر درجہ کے بے شمار انسانوں اور بہت سی جلیل القدر شخصیتوں نے تحریری یا ذاتی طور پر ماتم پُرسی کی اور بے حساب آنکھوں نے اس کے غم میں آنسو بہائے۔

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فقط

آپکا بھائی

نصیر ہونزائی

۲۷/مارچ ۱۹۷۳ء

بخدمتِ نیکنام صدر صاحب وممبران نامدار مقامی کونسل گلگت مرکز

یا علی مدد! آپ کی جماعت اور ملحقہ جماعتوں کے اولوالعزم اور فرمانبردار اسماعیلیوں نے ایک زندہ قوم کی حیثیت سے اپنے تاریخ ساز کارناموں کے سلسلے میں جہاں اسلام، پاکستان اور جماعت کی بے شمار دوررس خدمات انجام دی ہیں، وہاں ان کی ایسی لاتعداد خدمتوں اور امدادوں کی مثالیں بھی موجود ہیں، جو ضرورت مند یا مصیبت زدہ خاندانوں اور مستحق افراد کیلئے کی گئی ہیں، میں اپنے اس مختصر خط میں ان حقیقی اسماعیلیوں کی ان گونا گون قربانیوں کا مفصل بیان نہیں کر سکتا، جو نہ صرف اسماعیلیوں کے جماعتی دائرے تک محدود ہیں، بلکہ ان کی بدولت اسلام اور پاکستان کی مقامی ضرورتوں کو بھی پورا کیا گیا ہے۔

چنانچہ آپ حضرات نے میرے فرزند ایثار علی کے انتقال پر جس گہری ہمدردی سے اظہارِ افسوس کیا، جس خلوص ومحبّت سے میرے ساتھ شریکِ غم ہوئے اور جس عزت وتکریم سے مجھے اور میرے خاندان کو سہارا دیا، میں اس کا شکریہ، جیسا کہ اس کا حق ہے ادا نہیں کر سکتا ہوں، اور نہ ہی یہ امر میرے لئے آسان ہے کہ میں ان جماعتی اداروں اور تمام افراد کی شب وروز کی انتھک خدمات کی تفصیلات بیان کروں، جو مقدّس مذہب کو تقویت پہنچانے اور امامِ برحقؑ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر انجام دی گئی ہیں۔

چنانچہ مثال کے طور پر مرد اور خواتین والینٹیرز کی بے لوث اور خالص خدمات کی طرف اشارہ کرتا ہوں، کہ انھوں نے شروع ہی سے نہ صرف مذہبی اجتماعات کی خدمت کو اپنا فریضہ سمجھا، بلکہ اپنی جماعت کے کسی گھر کو بھی اس بات کی فکر کرنے کا موقع ہی نہیں دیا، کہ اب ہم اپنے گاؤں اور برادری سے دور اس مصیبت

میں کیا کریں گے، دونوں قسم کے والینٹیئرز کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں، امیدِ واثق ہے کہ جماعتی خدمت کی قدر و قیمت جہاں کہیں بھی ہو روز بروز بڑھتی جائے گی۔

اس کتاب کے آخر میں عاجزانہ اور درویشانہ دعا ہے کہ پروردگارِ عالم ان تمام جماعتی خدمت گزاروں کے دلوں کو اپنے پاک نور کی روشنی سے منوّر فرمائے! انھیں دونوں جہان کی سعادت مندی عطا ہو!!! اور جُملہ جماعت کو نیک توفیق، بلند ہمّت اور فلاحِ دارَین عنایت ہو!!!

فقط

آپکا دعاگو درویش

نصیر ہونزائی

ISW LS Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science Knowledge for a united humanity

ترجمانیٔ زبانِ حالِ

مجیب الدّین (مرحوم = بہشتی) ابنِ علی یار خان مرتضیٰ آباد

رشتہ دارو! فضلِ مولا پر رکھو محکم یقین
میں تو ہوں الحمدللہ ساکنِ خُلدِ برین

موت میری تھی شہادت میں مریدِ شاہ تھا
پس بہشت میں شادمان ہوں تم نہ ہو جانا حزین

میری طوفانی خوشی کا تم کو اندازہ نہیں
تم نے دیکھی ہی نہیں ہے باغِ جنّت کی زمین

تم دعائیں کر کے مجھ کو کچھ تحائف بھیج دو
تاکہ راضی ہو ہمیشہ تم سے ربُّ العالمین

ہر بہشتی شادمان ہے اور دائم ہے جوان
سب کو حاصل ہے لقائے حضرتِ سلطانِ دین

مجلسوں میں حور و غلمان لعل و گوہر کی طرح
ہیں مناظر سب حسین اور اہلِ جنّت نازنین

علم و حکمت کی مجالس نُور کا دیدار بھی
نغمہ ہائے مدحِ مولا دل نواز و دل نشین

خواب میں اے کاش تم جنّت کا منظر دیکھتے !
تا کہ تم ہرگز نہ ہوتے میرے بارے میں غمین

معرفت ہی معرفت ہے تیری باتوں میں نصیؔر!
اس لئے اشعارِ شیرین ہیں مثالِ انگبین

ذوالفقار آباد، گلگت
جمعرات ۲۴رمئی ۲۰۰۱ء

پیغامِ روحانی بزبانِ حال

مِن جانبِ غزالہ مرحومہ

اے قبلہ! نہ کر غم کہ یہاں زندہ ہوئی میں
یہ اس کی نوازش ہے کہ تابندہ ہوئی میں

ہیں حور و پری ساتھ کہ میں خود بھی پری ہوں
اس انجمنِ نُور میں خوشیوں سے بھری ہوں

میں دخترِ روحانیٔ مولائے زمان ہوں
شہزادیٔ عالم ہوں مگر سب سے نہان ہوں

ہم نُور کی اولاد ابھی نُور ہوئے ہیں
دنیا کی مصیبت سے بہت دور ہوئے ہیں

جنّت میں عجب شاہی محل ہم کو ملا ہے
ہم زندۂ جاوید ہوئے فضلِ خدا ہے

شاہوں کی طرح شاد ہیں ہم اس کا کرم ہے
بیماری نہیں، موت نہیں اور نہ ہی غم ہے

ISW LS
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ہاں تیری غزالہ پہ علیؑ سایہ فگن ہے
وہ اس لئے جنّت میں سدا زندہ چمن ہے

صد گونہ خوشی ہے ہمیں دیدارِ علیؑ سے
گنجینہ ملا ہے ہمیں اسرارِ علیؑ سے

طوفانی خوشی ہے ہمیں، تم ہم پہ نہ رونا
ڈیڈی! ممی! تم کبھی بے صبر نہ ہونا

لینا ہے تمہیں علم و عبادت کا سہارا
ہے دینِ خدائی میں یہی شیوہ ہمارا

کس شان سے آیا ہے یہ پیغامِ غزالہ
روشن ہو زمانے میں سدا نامِ غزالہ

غزالہ بنتِ امام یار بیگ جنرل مینجر، آغا خان ہیلتھ سروسز، پاکستان، ناردرن ایریاز اینڈ چترال۔

غزالہ کی تاریخِ پیدائش: ۱۵ر جولائی ۱۹۸۷ء
تاریخِ وفات: ۸ر جنوری ۱۹۹۹ء

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (۲:۱۵۶)

قانونِ بہشت

(ایک بہشتی کی زبانِ حال سے)

یہ ربّ کا کرم ہے کہ میں جنّت میں گیا ہوں
اک نُور یہاں ہے کہ مجھے اس نے لیا ہے

(س) ہوگی کہ نہیں کل کو ہمیں تیری ملاقات؟
اے جان! بتا ہم کو بتا جلدی یہی بات؟

(ج) وہ کیسی بہشت ہے کہ نہ ہو جس میں ملاقات
وہ کیسا سوال ہے! صد حیف ہے، ھیھات!

دانا ہیں وہی لوگ جو جنّت کو سمجھتے
آیات کے باطن سے وہ حکمت کو سمجھتے

قانونِ بہشت دیکھ کہ وہ رحمتِ کُلّ ہے
واں کوئی نہیں خار فقط غنچہ و گُل ہے

جمعرات ۲۴/اگست ۲۰۰۰ء

نوٹ:- قانونِ بہشت سے وہ آیاتِ کریمہ مراد ہیں جو بہشت کی توصیف میں وارد ہوئی ہیں۔

آیاتِ قرآنی

نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر	نمبر شمار	سورہ: آیت	صفحہ نمبر
۱	۱۲۴:۲	۴۴	۱۰	۸۸:۲۸	۲۶
۲	۱۵۶-۱۵۵:۲	۷۸، ۷۹	۱۱	۱۲:۳۶	۱۱۳
۳	۱۵۶:۲	۳۷، ۵۰، ۷۶، ۱۲۶	۱۲	۴۱:۳۶	۴
			۱۳	۶۸:۳۶	۷۰
۴	۱۵۷:۲	۱۰، ۱۱۷	۱۴	۵۳:۳۹	۵۵، ۱۱۲
۵	۲۱۶:۲	۷۷	۱۵	۱۹:۵۷	۸۶
۶	۲۸۶:۲	۴۴، ۴۵	۱۶	۲-۱:۶۷	۲
۷	۱۸۵:۳	۴۵	۱۷	۵-۱:۹۷	۱۶
۸	۱۱۱:۹	۹۷			
۹	۶۲:۱۰	۷			

احادیثِ شریفہ

نمبر شمار	حدیث	صفحہ نمبر
۱	موتوا قبل ان تموتوا۔	۷۰
۲	. . . ان شهداء امتی اذ لقليل، الشهيد الذی ذكرتم ، و الطعين والمبطون وصاحب الهدم . . . . ۔	۸۴
۳	المؤمن حی فی الدارين۔	۸۷
۴	من لم يرض بقضائی ولم يصبر علی بلائی ولم يشكر علی نعمائی ولم يقنع بعطائی فليطلب ربا سوائی. . . ۔	۱۱۸

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

ارشادات و اقوال

نمبر شمار	ارشاد/قول	صفحہ نمبر
	حضرت علی علیہ السّلام	
۱	کل مؤمن شهید۔	۸۶
۲	ای میتة مات فیها المؤمن شهید۔	۸۶
	حضرت امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ	
۳	وہ شخص خوش نصیب ہے جسکے اس دنیا میں غمگسار دوست ہوتے ہیں جو مشکل وقت میں اس کے حال سے بیخبر نہیں ہوتے ہیں، اور اس کی چارہ جوئی کی کوشش کرتے ہیں۔	۷۱
	حضرت نور مولانا شاہ کریم الحسینی حاضر امام علیہ السّلام	
۴	اگر کسی کا جوان بیٹا بھی فوت ہو جائے تو غم نہ کرے۔	۹
۵	تَھلا تَھلا تَھلانیؔ ، تَھلا تَھلا تَھلا ژُوؔ ۔	۱۵

ISW
Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

اشعار

نمبر شمار	شعر	صفحہ نمبر
۱	درینجایند مردانی که ایشان در ره فرمان بکارِدین ، نیندیشند ، ہیچ ازجان و ازکالا نه ازجستن نه از بستن نه ازکشتن نه ازمُردن نه ازخنجر نه از زوبین نه از سلطان نه ازغوغا	٦
۲	عشق دیده صد قیامت از قیامت پیشتر از تو ہر دم صد قیامت نور مولانا کریم	۷
۳	عشقه کاٹُ لو منانکه بیسنه مَه کم اِی عقل میئمی مار امامِ زمان	۸
۴	دل بدست آور که حجِ اکبر است از ہزاران کعبه یک دل بہتر است	۱۲
۵	مصیبت کی گھڑی میں کون کس کے کام آتا ہے کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا انسان سے رہتا ہے	۲۴
٦	زندگی انسان کی ہے مانندِ مرغِ خوش نوا شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا اُڑ گیا	۲٦
۷	دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیان	۳۵

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

نمبر شمار	شعر	صفحہ نمبر
۸	بیگانه اگر وفا کُند خویش من ست ورخویش جفا کند بد اندیش من ست گر زہر موافقت کند تریاق ست ور نوش مخالفت کُند نیش من ست	۳۵
۹	مردانه درآ زخویش و پیوند بِبُر خود را تو زبندِ زن و فرزند بِبُر ہر چیز که ہست سدِّ راہست تُرا با یند چگونه ره روی بند بِبُر	۳۶
۱۰	جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے! کیا خوب! قیامت کا بھی ہوگا کوئی دن اور؟	۴۷
۱۱	جا ھیرئسٹه مشغول گمَنس با که یه آور اُن خوش گمَنِش ناجه یه جا اَسلوَ بَم اُگگو	۴۷
۱۲	بے وجہ نہیں گرمئ حالات میرے دوست کچھ تو ہے پسِ پردہ نہاں میرے لئے بھی	۴۸
۱۳	من این جا دیر ماندم خوار گشتم عزیز از ماندنِ دائم شود خوار	۷۰
۱۴	درین دنیا کسی بے غم نباشد اگر باشد بنی آدم نباشد	۷۱

نمبر شمار	شعر	صفحہ نمبر
۱۵	رُوح را بشناس و تن را درگذار تا شوی در ہر دو عالم کامگار (نظم)	۷۲
۱۶	کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیرِ نیم کش کو یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	۷۹
۱۷	پَیر میں جب چُبھ جائے کانٹا آنکھ بچاری روتی ہے پھانس سا جب لگ جائے دل میں آنکھ بچاری روتی ہے سارے بدن کا درد اسی کو رونے پر مجبور کرے ہر تکلیف میں ہر مشکل میں... آنکھ بچاری روتی ہے	۷۹
۱۸	گر ہمی پُرسی زحالِ زندگی نُہ صد و ہفتاد قالب دیدہ ام	۱۱۵
۱۹	رشتہ دارو! فضلِ مولا پر رکھو محکم یقین میں تو ہوں الحمدللہ ساکنِ خُلدِ برین (نظم)	۱۲۳
۲۰	اے قبلہ! نہ کر غم کہ یہاں زندہ ہوئی میں یہ اس کی نوازش ہے کہ تابندہ ہوئی میں (نظم)	۱۲۵
۲۱	یہ ربّ کا کرم ہے کہ میں جنّت میں گیا ہوں اک نُور یہاں ہے کہ مجھے اس نے لیا ہے (نظم)	۱۲۷

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science

اسمائے کتب

نمبر شمار	کتاب	صفحہ نمبر
۱	تاریخِ عہدِ عتیقِ ریاستِ ہونزا	۳، ۱۴، ۲۲
۲	دعائم الاسلام	۸۴
۳	علمی بہار	۲، ۱۵، ۲۱
۴	لغات الحدیث	۸۴
۵	وجہِ دین	۱۶

Institute for Spiritual Wisdom and Luminous Science
Knowledge for a united humanity

Table of Contents

www.monoreality.org

ISBN 190344037-8

9781903440377